عمران سیریز

کیلنڈر کلر

مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

کیلنڈر کلر

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد اشرف قریشی

---------- محمد یوسف قریشی

تزئین ------ محمد علی قریشی

طابع ------ شہکار پرنٹنگ پریس ملتان





چند باتیں

محترم قارئین!

سب سے پہلے تو میں ان قارئین کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے "خاموش چیخیں" پڑھ کر اپنی پسندیدگی کے اظہار کے لیے بے شمار خطوط ارسال کیے ہیں۔ چونکہ فرداً فرداً ان سب کا جواب دینا ہمارے ملک کے نئے بجٹ نے اب ناممکن بنا دیا ہے اس لیے پیش لفظ کے ذریعے ہی **شکریہ** قبول فرمائیں۔

نیا ناول کیلنڈر کلر "حاضر خدمت" ہے۔ یہ ایک ایسی تنظیم ہے جو کیلنڈر کے مہینوں کا خاتمہ کرنے کا عزم لے کر اٹھی۔ اور جب تک یہ تنظیم گرمیوں کے مہینے ختم کرتی رہی، عمران بھی خاموش رہا۔ کیونکہ گرمی نے اس کا بھی ناطقہ بند کر دیا تھا۔ مگر جب یہ تنظیم نومبر، دسمبر کا بھی خاتمہ کرنے لگی تو عمران سے برداشت نہ ہو سکا اور وہ میدان میں کود پڑا۔ اور پھر ایک خوفناک جنگ چھڑ گئی، نومبر، دسمبر کو بچانے کے لیے وہ اس حد تک چلا گیا کہ اس کی اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اس قدر خوفناک —— اور عجیب و غریب تنظیم تھی کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی جواب دے گئی اور آخر کار عمران اس نتیجے پر پہنچا کہ اب اُسے سیکرٹ سروس کی سربراہی چھوڑ کر برف فروخت کرنے کا دھندا شروع کر دینا چاہیے۔ کیونکہ اس کی کھوپڑی میں اب برف کے سوا اور کچھ نہ رہا تھا —— مگر شاید قارئین کی دعائیں کام آ گئیں کہ عمران کی ریڈی میڈ

کھوپڑی میں جمے ہوئے برف کے انبار سے آخرکار ایک ایسی گرم ترکیب نکل ہی آئی کہ اس نے یکلخت پانسہ ہی پلٹ دیا۔

نتیجہ کیا ہوا ——؟ اس کا علم تو آپ کو یہ ناول پڑھ کر ہی ہو سکے گا۔ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ عمران سیریز میں شاید آپ نے اب تک اس قدر دلچسپ ناول کبھی نہ پڑھا ہو۔

تو پھر مجھے اجازت دیجئے اور ناول پڑھنا شروع کیجئے —— مگر آخری بات کو اپنی رائے سے ضرور مطلع کریں، مگر یہ خیال رہے کہ لفافہ بیرنگ نہ بھیجیں۔

شکریہ!

والسلام

مخلص۔ مظہر کلیم ایم اے

عمران کی کار نے جیسے ہی موڑ کاٹا۔ اسے اچانک پوری قوت سے بریک لگانا پڑ گیا اور ٹائر کی چیخوں سے ارد گرد کا ماحول گونج اٹھا۔ کار گھسٹتی ہوئی سڑک کے عین درمیان میں کھڑی ہوئی لڑکی کے قریب جا کر رک گئی۔ لڑکی بڑے اطمینان سے کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر ہلکا سا خوف کا تاثر بھی نہیں تھا کہ اگر عمران بروقت بریک نہ لگاتا تو کار اسے یقیناً کچل دیتی۔ سڑک کی سائیڈ میں ایک سیاہ رنگ کی مرسیڈیز موجود تھی جس کے ساتھ چار نوجوان لڑکیاں موجود تھیں۔

"اے محترمہ خودکشی کے لئے میری کنواری کار ہی نظر آئی ہے آپ کو"۔ عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر مرسیڈیز کے قریب کھڑی ہوئی لڑکیاں بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

"ہماری کار خراب ہو گئی ہے"۔ عمران کی کار کے سامنے کھڑی

لڑکی نے مڑ کر عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔
"بس اتنی سی بات پر خودکشی کرنے پر تیار ہو گئیں۔ ارے میری کار ہر دوسرے روز خراب ہو جاتی ہے مگر میں نے تو فیصلہ کر رکھا ہے کار خودکشی بے شک کر لے مگر میں نہیں کروں گا"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"میں خودکشی نہیں کر رہی تھی۔ تمہاری کار روک رہی تھی"۔ لڑکی نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ باقی لڑکیاں بھی ان کے قریب پہنچ گئی تھیں۔
"کار روک رہی تھی۔ یعنی اب عورتیں بھی بریکوں کا کام دینے لگی ہیں۔ بہت خوب میں آج ہی مستری سے کہتا ہوں کہ کار سے بریک اتار کر کسی نوجوان لڑکی کو فٹ کر دے۔ اطلاع کا شکریہ"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر کار کو آگے بڑھانے لگا۔
"ارے ارے سنیئے تو سہی"۔ اسی لڑکی نے بھاگ کر دوبارہ اس کی کار کے آگے آتے ہوئے کہا اور عمران نے کار روک دی۔
"جی فرمائیے"۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔
"آپ پاگل تو نہیں"۔ ایک لڑکی بول پڑی۔
"اگر آپ کو پاگل ہی پسند ہیں تو یوں ہی سمجھ لیجئے"۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور لڑکیوں نے ایک اور قہقہہ لگایا۔ عمران پاگل کہنے والی لڑکی جھینپ کر پیچھے ہٹ گئی۔
"بھئی بے چارے کو تنگ نہ کرو"۔ کار کے سامنے آنے والی لڑکی نے دوسروں سے مخاطب ہو کر کہا۔
"بے چارہ پاگل"۔ باقی لڑکیوں نے ہنستے ہوئے کہا اور کار روکنے والی لڑکی بھی بے اختیار ہنس پڑی۔
"آپ لوگوں کی ہنسی اب اتنی خوبصورت بھی نہیں کہ آپ مجھے روک کر اس کا مظاہرہ کرتی ہیں"۔ عمران نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔
"مسٹر آپ خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہیں۔ ہم نے آپ کی کار اس لئے روکی ہے کہ ہماری کار خراب ہے اور آپ ہماری مدد کریں"۔ کار روکنے والی لڑکی نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔
"میری جیب میں زیادہ پیسے تو نہیں بہرحال دس روپے قبول کر لیجئے"۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر دس کا نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔
"شٹ اپ۔ تم ہماری توہین کر رہے ہو نانسنس"۔ لڑکی کو اچانک غصہ آ گیا۔
"ارے ارے آپ ناراض ہو گئیں مگر محترمہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ غریب آدمی ہوں دس سے زیادہ کی امداد نہیں کر سکتا۔ آپ میری کار مت دیکھیں یہ تو کیپٹن فیاض سے مانگی ہوئی ہے"۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور کار روکنے والی کے علاوہ باقی سب ہنسنے لگیں۔
تم جاؤ۔ واقعی تم پاگل ہو"۔ لڑکی نے غصے سے لال پیلے ہوتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر مرسیڈیز کی طرف چل پڑی۔
"محترمہ ناراض نہ ہوں مجھے اپنا پتہ بتا دیں میں کوشش کروں گا کچھ اور امداد بذریعہ منی آرڈر کر دوں"۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"شٹ اپ نانسنس"۔ لڑکی نے مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"مسٹر ہمیں مالی امداد نہیں چاہئے۔ کار کی امداد چاہئے"۔ ایک اور لڑکی نے سنجیدگی سے کہا۔

"اچھا تو یہ بات ہے چلو ایسے ہی سہی آپ بھی کیا یاد کریں گی کہ کسی حاتم طائی سے واسطہ پڑا ہے"۔ عمران نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیا آپ ہماری کار ٹھیک کر دیں گے"۔ باقی لڑکیوں نے حیران ہو کر کہا۔

"معاف کیجئے میں مستری نہیں ہوں بہرحال آپ نے کار کی امداد مانگی ہے تو لے جائیں اسے خیرات میں۔ ویسے یہ ہو ہی اس قابل گئی ہے کہ اسے خیرات میں دے دیا جائے"۔ عمران نے فقرہ کا آخری حصہ بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

لڑکیاں پہلے تو اس کی شکل دیکھتی رہیں پھر اچانک ایک لڑکی کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"شکریہ"۔ اس لڑکی نے کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"آہ بھئی آہ واقعی حاتم طائی سے واسطہ پڑا ہے"۔ اس نے دوسری لڑکیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ناچ رہی تھی اور پھر باقی لڑکیاں عقاب کی طرح عمران کی کار کی طرف جھپٹیں اور چند ہی لمحوں میں وہ کار میں سوار تھیں۔

"ارے ارے محترمہ ارے تو کیا واقعی۔ ارے میں تو مذاق کر رہا تھا"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ میرا کارڈ ہے آ کر اپنی کار وصول کر لینا بائی بائی"۔ اچانک راستہ روکنے والی لڑکی نے کھڑکی سے ایک کارڈ باہر پھینکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر تیز رفتاری سے دوڑتی چلی گئی۔ عمران سڑک پر احمق بنا کار کو جاتے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔

"بڑی مہنگی پڑی یہ خیرات"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر سڑک پر پڑا ہوا کارڈ اٹھا لیا۔ کسی ڈاکٹر اعظم کا کارڈ تھا اور پتہ شہر سے دور ایک مضافاتی کالونی کا تھا۔

عمران نے کارڈ جیب میں رکھا اور پھر مرسیڈیز کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کا بونٹ اٹھایا اور چیک کرنے لگا اور جلد ہی اسے معلوم ہو گیا کہ کار کی بیٹری اس قدر ڈاؤن ہو چکی ہے کار نئی بیٹری ڈالے بغیر چل ہی نہیں سکتی۔

عمران الجھن میں پھنس گیا کیونکہ شہر یہاں سے دس میل دور تھا اور سڑک پر ٹریفک سرے سے تھی ہی نہیں۔ یہ سڑک ایک مضافاتی جنگل کو جاتی تھی اور عمران پر آج کل جڑی بوٹیوں پر ریسرچ کا خبط سوار تھا۔ اس لئے وہ صبح ہی صبح جنگل میں نکل جاتا اور مختلف جڑی بوٹیاں اکھیڑ کر انہیں ڈگی میں بھرتا اور پھر دانش منزل میں ان پر تجربے کرتا رہتا۔ گو اس ریسرچ کو شروع کئے ہوئے اسے ایک ہفتے

سے زیادہ ہو چکا تھا مگر سوائے ان بدمزہ اور کڑوی جنگلی بوٹیوں کا ذائقہ چکھنے کے وہ کچھ اور کر بھی نہ سکتا تھا۔ آج بھی وہ چند نئی جڑی بوٹیاں لے کر واپس جا رہا تھا کہ لڑکیاں اس کی کار لے اڑیں۔

عمران کے پاس اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ پیدل شہر کی طرف مارچ شروع کر دیتا چنانچہ اپنی حاتم طائی والی خصوصیت کو کوستا ہوا وہ شہر کی طرف چل پڑا۔

"ڈیڈی، ڈیڈی آج تو ایک انتہائی دلچسپ واقعہ ہوا۔ آپ سنیں گے تو بے اختیار ہنسیں گے"۔ نوجوان لڑکی نے کمرے کا دروازہ کھول کر جوشیلے لہجے میں کہا۔

"بیٹے مجھے تنہا چھوڑ دو میں آج بے حد پریشان ہوں"۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے بوڑھے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ڈیڈی آپ کے چہرے پر تو ہوائیاں اڑ رہی ہیں خیریت ہے"۔ لڑکی نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں کوئی ایسی بات نہیں بہرحال مجھے تنہا چھوڑ دو۔ میں کچھ سوچ رہا ہوں"۔ بوڑھے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی آخر ہوا کیا، کچھ مجھے بھی تو بتائیں۔ میں آپ کو صبح اچھا بھلا چھوڑ کر گئی تھی۔ اب آخر کیا ہو گیا"۔ لڑکی نے بوڑھے کے گلے میں

بازو ڈالتے ہوئے کہا۔اس کے لہجے سے شدید پریشانی ٹپک رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا کچھ نہیں ہوا"۔بوڑھے نے اچانک موضوع بدلتے ہوئے قدرے شکستہ لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی آپ ایسی باتیں نہ کیا کریں۔میرا دل کانپ جاتا ہے۔میں آپ کو پریشان نہیں دیکھ سکتی"۔لڑکی نے کہا۔

"ارے نہیں بیٹے کوئی خاص بات نہیں تھی۔بس ایک تھیوری کے متعلق سوچ رہا تھا۔اچھا بتاؤ کیا بات ہوئی"۔بوڑھے نے اپنے لہجے کو زبردستی شگفتہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی آج صبح میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کار میں گھومنے مضافاتی جنگل کی طرف نکل گئی تھی اور ڈیڈی راستے میں ہماری کار خراب ہو گئی۔بڑا مسئلہ بن گیا۔اس سڑک پر کوئی ٹریفک ہی نہ تھی پھر ڈیڈی ایک کار آتی نظر آ گئی۔ہم نے ڈیڈی اسے روکا اور کار چلانے والے نوجوان سے امداد کی درخواست کی پھر ڈیڈی پتہ ہے کیا ہوا"۔لڑکی نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا"۔بوڑھے نے چونک کر پوچھا۔

"ڈیڈی اس نوجوان نے کار ہمیں بطور امداد دے دی"۔لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بطور امداد دے دی کیا مطلب"۔بوڑھے نے چونک کر کہا۔

"ڈیڈی اس نے یہ سمجھا کہ ہم امداد میں اس کی کار مانگ رہے ہیں حالانکہ ہمارا مطلب تو یہ تھا کہ یا وہ ہماری کار ٹھیک کر دے یا ہمیں

شہر تک لفٹ دے دے مگر وہ کار سے اتر کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ لے جاؤ کار اور ہم ڈیڈی کار لے کر آ گئے۔اب جوتیاں چٹخاتا آ رہا ہو گا شہر کی طرف"۔لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے تو کیا اس غریب کو وہیں چھوڑ آئیں"۔بوڑھے نے چونک کر کہا۔

"اور ڈیڈی کیا کرتیں اس نے امداد جو دی تھی"۔لڑکی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"بری بات ہے بیٹا وہ بے چارہ پریشان ہو گا"۔بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوتا رہے۔بہرحال میں اسے اپنا کارڈ دے آئی تھی کہ وہ آ کر کار وصول کر لے۔ڈیڈی کار کی ٹینکی پٹرول سے بھری ہوئی تھی چنانچہ ہم شہر میں خوب گھومتے رہے اور پھر سہیلیوں کو ان کے گھروں میں چھوڑ کر میں آ گئی"۔لڑکی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اب وہ نوجوان آئے تو اس سے معذرت کر لینا۔بے چارہ خواہ مخواہ میں پریشان ہوا ہو گا"۔بوڑھے نے لڑکی کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ لڑکی کوئی جواب دیتی ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا۔اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ بوڑھے کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"ایک نوجوان آپ سے ملنا چاہتا ہے"۔

"ارے ڈیڈی یہ وہی کارڈ ہے جو میں کار والے کو دے آئی تھی۔ اب پہنچا ہے یہ"۔ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسے یہیں بلا لو میں خود اس سے معذرت کر لوں گا"۔ بوڑھے نے جواب دیا اور ملازم مؤدبانہ انداز میں سلام کر کے واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد عمران اندر داخل ہوا۔ اس کی پتلون اور جوتے مٹی سے بھرے ہوئے تھے۔ بال پریشان تھے یوں لگتا تھا جیسے کوئی طویل سفر کر کے آ رہا ہو۔

"السلام علیکم"۔ عمران نے اندر آتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام آؤ بیٹے آؤ"۔ بوڑھے نے شگفتہ لہجے میں کہا۔ لڑکی منہ پھیر کر ہنسنے لگی۔

"جی بیٹا مگر معاف کیجئے میرے والد تو ......" عمران نے جھجکتے ہوئے کہا اور بوڑھا ہنس پڑا۔

"میں بھی تمہارے والد جتنا ہی ہوں گا"۔ بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کی عمر کیا ہو گی"۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"ستر سال تو ہو گی"۔ بوڑھے نے جواب دیا۔

"پھر مشکل ہے میرے والد تو ساٹھ سال کے ہوں گے۔ دس سال کا تو بڑا فرق ہے"۔ عمران نے یوں سنجیدہ لہجے میں کہا جیسے اسے بڑی مایوسی ہوئی ہے۔

"اچھا چلو چھوڑو اس بات کو بیٹھو"۔ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر"۔ عمران نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا اور پھر ایک کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

"میری بیٹی ثمرانہ نے بڑی زیادتی کی ہے تمہارے ساتھ۔ میں ذاتی طور پر معذرت خواہ ہوں"۔ بوڑھے نے کہا۔

"ثمرانہ آپ کی بیٹی ہے"۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ میری بیٹی ثمرانہ ہے۔ میری اکلوتی بیٹی بڑی شرارتی ہے۔ مگر تمہیں تکلیف ہوئی اس لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ بیٹے ملازم سے کہو کچھ لے آئے"۔ بوڑھے نے لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں جناب مجھے سالم چاہئے کچھ کو میں کیا کروں گا"۔ عمران نے کہا۔

"سالم کیا مطلب میں سمجھا نہیں"۔ بوڑھے نے چونک کر کہا۔ وہ یوں عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کی دماغی صحت کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہو۔

"آپ کار لے آنے کی کہہ رہے ہیں ناں۔ میں کچھ کار کو کیا کروں گا دینی ہے تو سالم دیجئے ورنہ ......" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے ایسی بات نہیں کار تو تمہیں سالم ہی ملے گی میں تو کچھ پینے کے لئے کہہ رہا تھا"۔ بوڑھے نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا پھر ٹھیک ہے مگر جناب یہ آپ کی بیٹی گونگی ہے بڑا

افسوس ہوا۔ بے چاری کی زندگی کیسے گزرے گی۔ ویسے مجھے ذاتی طور پر گونگی لڑکیاں بے حد پسند ہیں۔ کان تو سلامت رہ جاتے ہیں"۔ عمران نے افسوس سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"میں گونگی ہوں میں نے ہی تمہاری کار روک کر تم سے باتیں کی تھیں"۔ لڑکی نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا تو وہ آپ تھیں۔ شکر خدا کا آپ مان گئیں ورنہ میں تو بے حد پریشان تھا کہ اگر آپ نہ مانیں تو مجھے کار نہیں ملے گی اور کیپٹن فیاض تو میری جان کو آجائے گا"۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ لڑکی آنکھیں نکالتی ہوئی اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

"کیپٹن فیاض، کیا وہ ملٹری میں ہے"۔ بوڑھے نے پوچھا۔

"کاش وہ ملٹری میں ہوتا تو یقیناً گذشتہ جنگ میں شہید ہو چکا ہوتا اور میری جان چھوٹ جاتی بلکہ مستقل روزی کا سہارا بن جاتا۔ میں اس کی قبر پر قوالی کراتا، عرس کراتا خوب آمدنی ہوتی مگر وہ تو ایک نمبر ڈھیٹ ہے۔ جناب مرتا ہی نہیں"۔ عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"تم بے حد دلچسپ آدمی ہو نوجوان۔ تم نے اپنا تعارف نہیں کرایا"۔ بوڑھے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ تعارف والی مصیبت بھی ابھی رہتی ہے۔ اچھا جناب تو سنیں میرا تعارف، مجھے حقیر فقیر پر تقصیر ہیچمدان بندہ ناداں کو علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں"۔ عمران نے

تفصیل سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ایم ایس سی، ڈی ایس سی"۔ بوڑھے نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب تم تو پھر میری لائن کے آدمی ہوئے"۔

"لائن۔ آپ کی کون سی لائن ہے۔ مین لائن یا برانچ لائن۔ ویسے مجھے برانچ لائن پسند نہیں ہے چھک چھک کرتے رہو مگر سٹیشن آتا ہی نہیں"۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"بہت دلچسپ آدمی ہو۔ میرا مطلب دوسرا تھا۔ میں ایک سائنسدان ہوں۔ میرا نام ڈاکٹر اعظم ہے"۔ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا، اچھا تو آپ سائنسدان ہیں۔ میں تو سمجھا تھا آپ ہومیو پیتھ ٹائپ کے ڈاکٹر ہوں گے"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں بھئی وہ بھی ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ اب کیا کیا جائے بہرحال مجھے افسوس کہ ثمرانہ کی وجہ سے تمہیں تکلیف اٹھانی پڑی۔ میں معذرت خواہ ہوں"۔ بوڑھے نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب ویسے بھی میں نے حاتم طائی بننے کی کوشش کی تھی۔ آج پتہ چلا کہ حاتم طائی بننا بڑا جان جوکھوں کا کام ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ بوڑھا کچھ کہتا اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ہیلو ڈاکٹر اعظم سپیکنگ"۔ بوڑھے نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سلطان"۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"اوہ سلطان، بھئی میں نے تمہیں فون کیا تھا۔ میں بڑا پریشان ہوں۔ انتہائی پریشان"۔ بوڑھے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا پریشانی ہو گئی۔ خیریت ہے"۔ سر سلطان نے پوچھا۔

"بس کیا بتاؤں فون پر نہیں بتا سکتا کیا تم میرے پاس نہیں آ سکتے۔ کچھ عجیب چکر ہے"۔ بوڑھے نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مگر میں تو بے حد مصروف ہوں کچھ پتہ بھی چلے کہ پریشانی آخر کس قسم کی ہے"۔ سر سلطان نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"بھئی کیا بتاؤں بس یوں سمجھ لو کہ میری زندگی کو شدید خطرہ ہے۔ کسی بھی وقت مجھے اغوا یا قتل کیا جا سکتا ہے"۔ بوڑھے نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کوئی سیریس بات ہے۔ اچھا میں ایک نوجوان کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ اس کا نام علی عمران ہے۔ تم اسے تفصیل سے سب کچھ بتا دو مجھے یقین ہے کہ وہ تمہاری پریشانی دور کر دے گا"۔ سر سلطان نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"علی عمران وہ کون ہے"۔ بوڑھے نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا خاص آدمی ہے۔ تم فکر نہ کرو اسے سب کچھ بتا دینا۔ مجھ سے زیادہ وہی تمہاری پریشانی کا حل تلاش کر سکتا ہے۔ میں اسے ابھی کنٹکٹ کرتا ہوں"۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"کیا وہ ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) ہے"۔ بوڑھے نے عمران کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، ہاں وہی کیا تم اسے جانتے ہو"۔ سر سلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اس وقت میرے پاس موجود ہے مگر وہ تو......" بوڑھا کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ شاید وہ عمران کے متعلق کوئی ریمارک پاس کرنا چاہتا تھا۔ مگر عمران کی وجہ سے خاموش ہو گیا۔

"تمہارے پاس موجود ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے اسے فون دینا"۔ سر سلطان کے لہجے میں شدید حیرت تھی اور بوڑھے نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن)"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے تم ڈاکٹر اعظم کے پاس کیسے پہنچ گئے"۔ سر سلطان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"انہوں نے مجھے اپنا بیٹا بنا لیا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"بیٹا بنا لیا ہے۔ کیا مطلب، اچھا سمجھ گیا تو یہ بات ہے۔ ثمرانہ اچھی لڑکی ہے۔ میں اسے جانتا ہوں مگر ہے بڑی شوخ تمہاری جوڑی صحیح رہے گی مگر سر رحمان کو علم ہے اس کا"۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے خدا کے لئے انہیں کچھ نہ بتانا ورنہ آپ جانتے ہی

چنگیزی خون جوش میں آجائے گا اور پھر ظاہر ہے ٹائیں ٹائیں فش"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں وہ بے چارے تو مدت سے یہ آس لئے بیٹھے ہیں۔ وہ ڈاکٹر اعظم کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ انہیں قطعاً اعتراض نہیں ہوگا تم بے فکر رہو"۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خدا کے لئے سر سلطان صاحب معاف کر دیجئے غلطی ہو گئی۔ میں ڈاکٹر صاحب سے کہہ دوں گا کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں ابھی تو کار خیرات میں دی ہے پھر جان بھی دینی پڑ جائے گی"۔ عمران نے کہا۔

"کار خیرات میں دی ہے کیا مطلب"۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ مطلب کوئی نہیں سمجھتا۔ میرا خیال ہے مجھے ایک سکول کھول لینا چاہئے جہاں مطلب بتانے کی کچھ فیس تو ملے گی"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تم پھر پٹڑی سے اتر گئے۔ اچھا بہر حال یہ اچھا ہوا کہ تم وہاں موجود ہو۔ ڈاکٹر اعظم کسی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ یہ ہمارے ملک کے ایک سائنسدان ہیں جو ہمارے لئے باعث فخر ہیں اور پھر آج کل یہ ایک ایسے فارمولے پر کام کر رہے ہیں جو اگر کامیاب ہو گیا تو ہمارا ملک پوری دنیا میں ممتاز ہو جائے گا۔ اس لئے انہیں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہئے"۔ سر سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہوگی"۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مجھے تم سے یہی امید تھی۔ رسیور ڈاکٹر کو دو"۔ سر سلطان نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور ڈاکٹر اعظم کی طرف بڑھا دیا۔

"یس"۔ ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"ڈاکٹر تم سب کچھ تفصیل سے عمران کو بتا دو اور مطمئن ہو جاؤ۔ باقی کام وہ خود کرے گا"۔ سر سلطان نے کہا۔

"مگر......" ڈاکٹر اعظم نے ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"تم اس کی باتوں پر مت جاؤ یہ بظاہر ایسا ہی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ در حقیقت یہ کیا ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ اس ملک کی سلامتی کا انحصار اسی نوجوان پر ہے۔ تم بے فکر رہو۔ میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں"۔ سر سلطان نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا تم کہتے ہو تو ٹھیک ہے"۔ بوڑھے نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"گڈ بائی۔ بے فکر رہو سب ٹھیک ہو جائے گا"۔ سر سلطان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈاکٹر اعظم نے رسیور رکھ دیا۔

ملازم اس دوران چائے کے برتن میز پر رکھ گیا تھا اور عمران چائے کی پیالی بنا کر بڑے اطمینان سے چسکیاں لے رہا تھا۔

"سر سلطان تمہاری بڑی تعریف کر رہے تھے"۔ ڈاکٹر اعظم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یہ ان کی ذرہ نوازی ہے ورنہ من آنم کہ من دانم"۔ عمران نے بڑے انکسارانہ لہجے میں کہا۔

"آؤ میرے ساتھ"۔ ڈاکٹر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے پیالی میز پر رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ڈاکٹر اعظم اسے لے کر مختلف کمروں سے گزر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں لے آیا۔ جو اس کی لائبریری تھی۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس مڑا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا کارڈ تھا۔ اس نے کارڈ عمران کے سامنے ڈال دیا اور خود اس کے مقابل کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے کارڈ اٹھا لیا۔ سفید رنگ کا ایک چھوٹا سا کارڈ تھا جس پر کیلنڈر بنا ہوا تھا اور جنوری سے لے کر اکتوبر تک کے مہینوں پر سرخ پین سے کراس کا نشان لگا ہوا تھا۔ نومبر اور دسمبر خالی تھے۔ کارڈ کے نچلے کونے میں سرخ پین سے لکھا ہوا تھا۔

"کیلنڈر ککر"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"ہاں کیلنڈر ککر اور یہی اصل پریشانی ہے"۔ ڈاکٹر اعظم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں کیسی پریشانی"۔ عمران بے حد سنجیدہ تھا۔

"بیٹے میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ میں پیدائشی مسلمان نہیں اور نہ ہی میں تمہارے ملک کا رہنے والا ہوں۔ میں جرمن ہوں۔ ہم

نے جرمنی میں سائنسدانوں کا ایک خفیہ گروپ بنایا تھا جس کا نام کیلنڈر گروپ رکھا تھا۔ ہم گروپ میں بارہ سائنسدان شامل تھے۔ ہم نے سال کے مہینوں کے نام پر اپنے نام رکھ لئے۔ میں دسمبر کہلاتا تھا۔ گروپ نے ایسی ایجادات کیں جن سے یہودیوں کو زبردست نقصان پہنچا مگر جنگ عظیم میں فیصلہ ہمارے خلاف ہو گیا چنانچہ ہم سب جانیں بچانے کے لئے فرار ہو گئے اور میں فرار ہو کر اس ملک میں آ گیا۔ یہاں میں خفیہ طور پر رہنے لگا۔ پھر میں نے یہاں اسلام کا مطالعہ کیا تو میں اس عظیم دین کی پناہ میں آ گیا اور میں نے اپنا نام اعظم رکھ لیا۔ میں نے یہیں کی ایک عورت سے شادی کر لی جس سے میری لڑکی ثمرانہ ہے۔ ثمرانہ کی پیدائش کے وقت اس کی ماں فوت ہو گئی اور میں نے اس کے بعد شادی نہیں کی بلکہ اپنے آپ کو سائنسی تجربات میں گم کر لیا۔ یہاں کی حکومت نے میرے کارناموں کو سراہا۔ مگر چونکہ وہ میرا پس منظر جانتے تھے اس لئے میں منظر عام پر نہیں آیا۔ حکومت نے مجھے ایک علیحدہ اور خفیہ لیبارٹری بنا دی تاکہ میں خفیہ طور پر کام کرتا رہوں اور مجھے خوشی ہے کہ میں نے چند ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں کہ اس وقت ہمارا ملک جنگی طاقت کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں ہے۔ کچھ عرصہ قبل مجھے ایک خفیہ اطلاع ملی کہ یہودیوں نے ایک خفیہ تنظیم بنائی ہے جس کا نام "کیلنڈر ککر" رکھا ہے۔ یہ تنظیم ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہمارے گروپ کے ممبرز کو قتل کر رہی ہے مگر میں نے پرواہ نہ کی کیونکہ مجھے یقین تھا کہ مجھے یہ لوگ تلاش نہیں کر

سکیں گے۔ مگر آج ڈاک سے مجھے یہ کارڈ ملا ہے اور اس کارڈ سے ظاہر ہے کہ کیلنڈر کلر کو میرے متعلق پوری طرح علم ہو گیا ہے اور وہ لوگ ہمارے دس ساتھیوں کو ختم کر چکے ہیں۔ جیسا کہ کارڈ پر مہینوں کے اوپر کراس کے نشانوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور اب یقیناً وہ نومبر کے پیچھے لگے ہوں گے اور ظاہر ہے نومبر کے بعد میری باری ہو گی"۔ ڈاکٹر اعظم نے تفصیل بتائی اور پھر خاموش ہو گئے۔ عمران خاموش بیٹھا کارڈ کو دیکھتا رہا۔

"میرے بیٹے، میں نے کافی زندگی گزاری ہے۔ مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا مگر میں پریشان اس لئے ہوں کہ میرے بعد اس ملک میں میری بیٹی اکیلی رہ جائے گی۔ جب تک میں اس کی شادی نہیں کر لیتا میں مرنا نہیں چاہتا۔ ثمرانہ کا منگیتر یورپ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اسے تعلیم مکمل کرنے میں دو سال رہتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ اس وقت میں جس فارمولے پر کام کر رہا ہوں وہ ہمارے ملک کے دفاعی نظام کے لئے انتہائی اہم ہے۔ اگر میں اس میں کامیاب ہو گیا تو تم یقین جانو کہ ہمارا ملک دنیا میں ایک سپر پاور بن جائے گا"۔ ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے سر سلطان نے اشارتاً بتا دیا تھا۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ نومبر کون تھا"۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

"نومبر ڈاکٹر راشیل تھا۔ وہ فرار ہو کر زاریہ چلا گیا تھا اور اس نے وہیں پناہ لے لی تھی اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ راشیل ہی تھا جس نے

مجھے کیلنڈر کلر کے متعلق اطلاع دی تھی"۔ ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"اوہ تو کیا وہ آپ کے متعلق جانتا ہے"۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہماری ملاقات ایک سائنس کانفرنس میں ہو گئی تھی"۔ ڈاکٹر اعظم نے جواب دیا۔

"آپ کو ڈاکٹر راشیل کا پتہ معلوم ہے"۔ عمران نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں وہ زاریہ کے دارالحکومت کامرس میں رہتا ہے۔ زاریہ کی ڈیفنس لیبارٹری میں کام کرتا ہے۔ اس کی رہائش موٹان کالونی کے بنگلہ نمبر بارہ میں ہے۔ وہ زیادہ تر لیبارٹری میں رہتا ہے کبھی کبھار اپنی رہائش پر آتا ہے۔ وہ اکیلا ہے اس نے شادی نہیں کی"۔ ڈاکٹر اعظم نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو کیلنڈر کلر کے متعلق تفصیلات کا علم ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ڈاکٹر راشیل نے صرف اتنا بتایا تھا کہ یہودیوں نے چوٹی کے جاسوسوں اور پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروپ بنایا ہے جس کا مقصد کیلنڈر کو ختم کرنا ہے"۔ ڈاکٹر اعظم نے جواب دیا۔

"اوکے ڈاکٹر آپ بے فکر رہیں۔ کیلنڈر کلر آخری مہینے تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا۔ بھلا دسمبر جیسے پیارے مہینے کو میں ختم ہونے دیتا ہوں۔ مجھے ویسے بھی ذاتی طور پر دسمبر کا مہینہ بے حد پسند

ہے۔ اچھے اچھے گرم سوٹ پہننے کو ملتے ہیں، خشک میوہ کھانے کو ملتا ہے، آتشدان میں آگ جلا کر کتاب پڑھنے کو ملتی ہے"۔ عمران کا ذہن پھر پٹڑی سے اتر گیا اور ڈاکٹر پھیکی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

"آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر۔ میں سر سلطان سے کہہ کر آپ کو اور آپ کی بیٹی کو یہاں سے ہٹا کر کسی خفیہ مقام پر بھجوا دوں گا اور پھر میں اس کیلنڈر کلر کی بھی خبر لوں گا۔ اس کی کیا جرأت کہ کیلنڈر کو قتل کرتا پھرے۔ بس اتنا کرم کریں کہ میری کار دلوا دیں ورنہ کیپٹن فیاض میری جان کو آجائے گا"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ"۔ ڈاکٹر اعظم نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ سر سلطان نے اس کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ بہرحال وہ اس سے زیادہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ جو خدا کو منظور ہے وہ تو ہونا ہی ہے پھر عمران ڈاکٹر اعظم کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ کارڈ اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان موجود میز کے گرد چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ چاروں طویل القامت اور لحیم شحیم جسم کے مالک تھے۔ ان کے چہروں پر درشتگی اور کرختگی کے آثار چھائے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں عیاری اور چالاکی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

"کیا دسمبر کو کارڈ پہنچا دیا گیا ہے"۔ درمیان میں بیٹھے ہوئے شخص نے ساتھ والے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں تحکم عیاں تھا۔

"یس باس"۔ دوسرے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس کی نگرانی ہو رہی ہے یا نہیں۔ وہ کارڈ دیکھ کر فرار نہ ہو جائے"۔ باس نے دوسرا سوال کیا۔

"نہیں باس اس کی مکمل نگرانی کی جا رہی ہے۔ وہ ہماری نظروں سے نہیں بچ سکتا"۔ ایک اور نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اب نومبر کے متعلق رپورٹ دو"۔ باس نے کہا۔

"باس نومبر کے متعلق یہ علم ہو گیا ہے کہ وہ اسی شہر میں موجود ہے مگر اس کی صحیح نشاندہی نہیں ہو رہی۔ بہرحال کام تیزی سے جاری ہے۔ جلد ہی معلوم ہو جائے گا"۔ ایک اور شخص نے رپورٹ دی۔

"وہ سائنسدان ہے۔ اس لئے اس کا پتہ کسی سائنسی لیبارٹری سے ہی مل سکتا ہے۔ زاریہ کی تمام لیبارٹریوں میں کام کرنے والوں کو چیک کرو۔ ان سب کی پڑتال کرو۔ نومبر مل جائے گا"۔ باس نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"انہی لائنوں پر کام ہو رہا ہے باس۔ زاریہ بہت بڑا ملک ہے۔ سائنسی لحاظ سے انتہائی ترقی یافتہ۔ اس لئے یہاں بے شمار خفیہ لیبارٹریاں ہیں۔ اس لئے نومبر کو ڈھونڈنے میں وقت لگے گا۔ دوسری بات یہ کہ یہاں کی سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس بے حد ترقی یافتہ ہے۔ اس لئے کام انتہائی احتیاط سے کیا جا رہا ہے تاکہ ہمارا گروپ ان کی نظروں میں نہ آ جائے"۔ ایک اور نے کہا۔

"ٹھیک ہے کام احتیاط سے ہونا چاہئے مگر میں زیادہ دیر نہیں چاہتا۔ نومبر کو ختم ہونا چاہئے تاکہ ہم دسمبر کی طرف رجوع کریں اور اس کے ساتھ ہی ہمارا مشن مکمل ہو جائے"۔ باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس ایک بات کہوں"۔ انتہائی دائیں جانب بیٹھے ہوئے شخص نے کہا۔

"یس نمبر فور کیا بات ہے"۔ باس نے کہا۔

"باس کیوں نہ ہم پہلے دسمبر کو ٹھکانے لگا دیں۔ اس کا پتہ چل گیا ہے۔ اسے آسانی سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس دوران نومبر کا پتہ چل جائے گا تو اسے بھی ختم کر دیا جائے گا"۔ نمبر فور نے کہا۔

"نہیں نمبر فور کیلنڈر کلر گروپ بناتے وقت یہ اصول طے کیا گیا تھا کہ ہم کیلنڈر کے مطابق کام کریں گے اور اب تک ہم کامیاب رہے ہیں۔ اس لئے اب آخری وقت یہ اصول نہیں بدلا جا سکتا۔ تم فی الحال پوری توجہ نومبر پر مرکوز کر دو۔ دسمبر کو صرف نگرانی میں رکھو"۔ باس نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے باس"۔ نمبر فور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"زاریہ میں ڈیفنس لیبارٹریاں کتنی ہیں"۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد باس نے پوچھا۔

"ڈیفنس لیبارٹریاں پانچ ہیں"۔ اس کے قریب بیٹھے ہوئے شخص نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے کام کی رفتار تیز کرنے کے لئے ہم کام کو آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ دو لیبارٹریوں کو میں خود چیک کروں گا۔ ایک ایک لیبارٹری تم منتخب کر لو اور پوری تیزی سے کام شروع کر دو۔ کیونکہ وہ جرمن میں جنگی اہمیت کے منصوبوں پر کام کرتا تھا اس لئے یقیناً یہاں کی کسی ڈیفنس لیبارٹری میں ہی کام کرتا ہو گا"۔ باس نے کہا۔

"یہ پروگرام ٹھیک ہے باس۔ اس طرح ہم منزل تک جلد پہنچ جائیں گے"۔ سب نے متفقہ لہجے میں کہا۔

"نمبر ٹو تمہارے پاس ڈیفنس لیبارٹریوں کی تفصیلات موجود ہیں"۔ باس نے قریب بیٹھے ہوئے سے پوچھا۔

"یس باس یہ پانچ فائلیں ہم نے تیار کی ہیں۔ ہر لیبارٹری کی ایک ایک فائل ہے۔ جس میں اس لیبارٹری کے متعلق پوری تفصیل موجود ہے۔ اس لیبارٹری میں جتنے سائنسدان ہیں سب کے نام وپتے بھی موجود ہیں"۔ نمبر ٹو نے میز کی دراز کھول کر پانچ سرخ رنگ کی فائلیں نکالتے ہوئے کہا۔

باس نے اوپر رکھی ہوئی دو فائلیں اٹھالیں اور انہیں کھول کر دیکھتا رہا پھر اس نے فائلیں بند کیں اور کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے نمبر ون اور ٹو لیبارٹری میں چیک کروں گا۔ نمبر تھری لیبارٹری کو نمبر ٹو چیک کرے گا، نمبر فور کو نمبر تھری اور نمبر فائیو کو نمبر فور چیک کرے گا۔ کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے"۔ باس نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔ چنانچہ باس نے فائلیں ان کے حوالے کر دیں۔

"مجھے ٹرانسمیٹر پر روزانہ رپورٹ ملتی رہنی چاہیئے"۔ باس نے کہا اور پھر اپنے سامنے رکھی ہوئی دو فائلیں اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔

"یس باس"۔ باقی تین نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر باس فائلیں اٹھا کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران نے کار سر سلطان کی کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی اور پھر اسے پورچ میں لا کر روک دیا۔ برآمدے میں موجود ایک ملازم نے تیزی سے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھول دیا۔

"ارے یہ کیا کرتے ہو"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے دروازہ دوبارہ بند کر لیا۔

"جناب میں تو آپ کے باہر آنے کے لئے دروازہ کھول رہا تھا"۔ ملازم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں کیا میں خود دروازہ نہیں کھول سکتا۔ مجھے تم نے معذور سمجھ رکھا ہے"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جج جی میں تو احتراماً......" ملازم اب بری طرح بوکھلا گیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ عمران کو کیا کہے۔

"ٹھیک ہے۔ کل تم میرے سر پر لاٹھی مار دو گے اور کہو گے میں تو

احتراماً مار رہا تھا"۔ عمران نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور باہر نکلتے ہوئے کہا۔

" نہیں جناب ایسا کیسے ہو سکتا ہے"۔ ملازم سے کوئی معقول جواب نہ بن پڑا تو فقرہ مکمل کئے بغیر ہی خاموش ہو گیا۔

" سب کچھ ہو سکتا ہے۔ جب تم دروازہ کھول سکتے ہو تو لاٹھی بھی مار سکتے ہو، گانا بھی گا سکتے ہو، ہنس بھی سکتے ہو، رو بھی سکتے ہو۔ ویسے یہ بتاؤ سر سلطان کیا کر رہے ہیں"۔ عمران نے فقرے کا آخری حصہ بڑے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

"جی اپنے دفتر میں کام کر رہے ہیں"۔ ملازم نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ سر سلطان کے پاس حال ہی میں آیا تھا۔ اس لئے عمران سے واقف نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہونق بنا ہوا تھا۔

" کیا کام کر رہے ہیں۔ تاش کھیل رہے ہیں یا شطرنج"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں جناب سرکاری کام کر رہے ہیں اور انہوں نے کہا کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا"۔ ملازم اب قدرے سنبھل گیا تھا۔ اس لئے اس نے آخری بات قدرے زور دے کر کہی تھی۔

" اچھا تو یہ بات ہے میں سمجھ گیا۔ کوئی عورت تو اندر موجود نہیں ہے"۔ عمران کے لبوں پر شریر مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

" عورت نہیں تو"۔ ملازم نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

" چلو عورت نہ سہی لڑکی سہی، خاتون سہی، صنف نازک سہی۔

کوئی نہ کوئی تو ہو گی"۔ عمران نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

" جناب آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں"۔ اس بار ملازم کا لہجہ قدرے غصیلا تھا۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ میری باتیں عقلمندوں کی سمجھ میں نہیں آتیں"۔ عمران نے جھلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے سر سلطان کے دفتر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" جناب، جناب آپ اندر نہیں جا سکتے صاحب نے منع کیا ہوا ہے"۔ ملازم نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

" اچھا تو پھر صاحب کو باہر لے آؤ۔ چلو یوں ہی سہی"۔ عمران نے دروازے کے پاس رکتے ہوئے کہا۔

" آپ ادھر انتظار گاہ میں تشریف رکھیں اور اپنا کارڈ مجھے دیں اگر صاحب اجازت دیں گے تو میں آپ کو اندر جانے دوں گا"۔ ملازم نے سخت لہجے میں کہا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران اگر مکمل طور پر پاگل نہیں ہے تو کریک ضرور ہے۔

"کارڈ کیا کرو گے"۔ عمران نے پوچھا۔

"کارڈ صاحب کے پاس لے جاؤں گا"۔ ملازم نے جواب دیا۔

" مگر صاحب نے تو کہا ہے کسی کو اندر نہ آنے دینا پھر تم خود کیسے جاؤ گے۔ بھئی ایسا کرو صاحب کو ہی باہر بلا لو میرا ایک کارڈ کیوں ضائع کراتے ہو۔ آج کل کاغذ بہت مہنگا ہے اور میں انتہائی غریب آدمی ہوں"۔ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب اگر آپ نے ملنا ہے تو ......" ملازم نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا مگر ابھی اس نے فقرہ مکمل نہیں کیا تھا کہ عمران نے اچانک زور زور سے دروازہ پیٹ کر کہنا شروع کر دیا۔

"لو جی قبلہ سر سلطان صاحب۔ لو جی میں نے کہا ہیڈ سلطان صاحب باہر تشریف لے آیئے"۔ عمران اتنے زور سے بول رہا تھا کہ پوری کوٹھی گونج رہی تھی۔

"ارے ارے یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ کیا آپ پاگل ہیں"۔ ملازم نے بوکھلا کر عمران کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور سر سلطان دروازے پر نظر آئے۔ ان کے چہرے پر جھلاہٹ تھی۔

"یہ کیا تماشا ہے"۔ سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ دنیا ہی تماشا گاہ ہے جناب"۔ عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"جناب یہ صاحب......" ملازم نے کچھ کہنا چاہا کہ سر سلطان نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"تم جاؤ"۔ ان کے لہجے میں غصہ تھا اور ملازم کان دبائے واپس مڑ گیا۔

"آؤ میرے ساتھ"۔ سر سلطان نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور واپس مڑ گئے۔ عمران مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

"کیا بات تھی کیوں شور مچا رہے تھے"۔ سر سلطان نے کرسی پر

بیٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر ابھی تک جھلاہٹ تھی۔

"آپ نے وہ گانا سنا ہے سہجور مچائے شور اس کا مطلب ہے۔ آپ مجھ پر چوری کا الزام لگا رہے ہیں۔ اگر کیپٹن فیاض نے سن لیا تو ہتھکڑیاں لگانے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں کرے گا"۔ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"میں انتہائی اہم کام میں مصروف ہوں اگر تم نے صرف زبان ہی چلانی ہے تو پھر کسی اور وقت آجانا"۔ سر سلطان بے حد سنجیدہ تھے۔

"اب بھلا میں ہاتھ چلانے کی جرأت تو کر نہیں سکتا۔ اس لئے زبان پر ہی اکتفا کئے ہوئے ہوں"۔ عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"شکر ہے آپ ہنسے تو سہی۔ ویسے جھلاہٹ کے وقت آپ کا چہرہ مجھے یوں لگتا ہے جیسے وہ کیا کہتے ہیں۔ مجھے اس کا نام بھول گیا۔ جسے دھوپ میں بٹھایا جاتا ہے وہ......" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بے حد شریر ہو۔ اچھا بتاؤ کیا بات ہے اور ہاں ڈاکٹر اعظم کے پاس تم کیسے پہنچ گئے تھے"۔ سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جہاں پھول ہو وہاں شہد کی مکھی پہنچ ہی جاتی ہے اور شہد کی مکھی بے چاری کے پر ٹوٹ جائیں تو دس میل پیدل چل کر پہنچتی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

سر سلطان ایک لمحے تک بغور عمران کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے میز پر پڑی ہوئی فائل کھول لی۔

"ارے ارے میری بات تو سنیئے میں ڈاکٹر اعظم کے متعلق بات کرنے آیا تھا"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے"۔ سر سلطان کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔

"کیا آپ کو علم ہے کہ ڈاکٹر اعظم دسمبر ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"دسمبر کیا مطلب"۔ سر سلطان کے چہرے پر حیرت تھی۔

"جی ہاں وہ دسمبر ہیں۔ کیلنڈر کا آخری مہینہ اور غضب خدا کا ایک کیلنڈر ککر بھی ہے جو مہینوں کو ختم کر رہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یا تم پاگل ہوگئے ہو یا مجھے پاگل بنانے پر تلے ہوئے ہو۔ کھل کر بات کرو ورنہ میرا وقت ضائع نہ کرو"۔ سر سلطان نے اپنے آپ کو انتہائی سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلیں جیسے آپ کی مرضی ہونے دیں دسمبر کو ختم۔ اپنا کیا جاتا ہے۔ اپنے پاس ویسے بھی گرم سوٹ بنوانے کے لئے پیسے نہیں ہیں"۔ عمران نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔

"کھل کر بات کرو عمران تم آخر کہنا کیا چاہتے ہو"۔ سر سلطان بدستور سنجیدہ تھے اور اس بار عمران کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا کیونکہ وہ سر سلطان کا موڈ پہچانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب سر سلطان جھلاہٹ کی انتہا پر پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے اب سنجیدگی اختیار کرنا ہی بہتر ہے۔ چنانچہ اس نے ڈاکٹر اعظم سے ہونے والی گفتگو دوہرادی۔

"اوہ یہ تو انتہائی خطرناک ہے۔ اس کا مطلب ہے ڈاکٹر اعظم کو کسی بھی وقت قتل کیا جا سکتا ہے"۔ سر سلطان عمران کی بات سن کر

واقعی پریشان ہوگئے۔

"ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے مگر کیا ڈاکٹر اعظم اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ حکومت اس سلسلے میں پریشان ہو"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ہمارے لئے ڈاکٹر اعظم زبردست اہمیت رکھتا ہے۔ وہ اس وقت ایک ایسے فارمولے پر کام کر رہا ہے جو ہمارے ملک کے دفاعی نظام کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم کسی بھی حالت میں ڈاکٹر اعظم کو نہیں گنوا سکتے۔ تمہیں فوراً اس کیلنڈر ککر کا بندوبست کرنا پڑے گا"۔ سر سلطان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اوکے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں کیلنڈر ککر کے خلاف کام شروع کر دیتا ہوں۔ آپ ایسا کریں ڈاکٹر اعظم کی خفیہ لیبارٹری پر خفیہ پہرہ لگادیں تاکہ کوئی بھی غیر متعلق شخص اس تک نہ پہنچ سکے اور خاص طور پر اس کی بیٹی کی نگرانی کریں"۔ عمران نے کہا۔

"کیوں اس کی بیٹی کی نگرانی کیوں۔ کیا وہ مجرموں سے ملی ہوئی ہے"۔ سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں میرا مطلب تھا۔ مجرم اس کی بیٹی کے ذریعے اس تک پہنچ سکتے ہیں۔ وہ اس کی بیٹی کے میک اپ میں اپنے کسی بھی ممبر کو بھیج سکتے ہیں"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ مگر کیا اس کام کا بیڑہ تم نہیں اٹھا سکتے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"نہیں مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ کیلنڈر کر زاریہ میں موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں اسے اپنے ملک میں آنے سے پہلے ہی وہیں ختم کر دوں۔ اس لئے مجھے خود وہاں جانا پڑے گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ مگر کیا تم بلیک زیرو سمیت تمام ٹیم کو لے جاؤ گے"۔ سرسلطان نے پوچھا۔

"نہیں میرا خیال ہے میں چند مخصوص ممبروں کو ہمراہ لے جاؤں۔ ہمیں انتہائی تیزی سے کام کرنا پڑے گا اور زیادہ آدمیوں کی وجہ سے بعض اوقات کام الجھ بھی جاتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو ایسا کرو باقی ممبروں کو ڈاکٹر اعظم کی حفاظت پر لگا دو۔ بلیک زیرو انہیں کنٹرول کر لے گا۔ اس طرح میں مطمئن رہوں گا"۔ سرسلطان نے کہا۔

"چلو ایسا ہی کر لیتے ہیں۔ میں اپنے ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل کو لے جاؤں گا باقی ممبر یہاں ڈاکٹر اعظم کی حفاظت کریں گے"۔ عمران نے رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مگر یہ خیال رہے کہ حکومت زاریہ سے ہمارے سفارتی تعلقات نہیں ہیں اس لئے وہاں کی سیکرٹ سروس یا انٹیلی جنس سے تمہیں کوئی تعاون نہیں مل سکے گا"۔ سرسلطان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں عمران اپنے طور پر کام کرنا جانتا ہے۔ بائی بائی"۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور پھر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آگیا۔

کوٹھی پر گہرا سکوت طاری تھا۔ کوٹھی کے اندر صرف برآمدے میں ایک کمرے کا بلب جل رہا تھا جس کی ملگجی سی روشنی گہرے اندھیرے سے ناکام جنگ میں مصروف تھی۔ یہ کوٹھی ایک ایسی کالونی میں موجود تھی جہاں کوٹھیوں کا درمیانی فاصلہ کافی سے زیادہ رکھا گیا تھا۔ آدھی سے زیادہ رات گزر چکی تھی اور کالونی کے مکین خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے کہ ایک سیاہ رنگ کی کار آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کالونی کے پہلے چوک کو کراس کرتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس کا سائیلنسر بے حد نفیس معلوم ہو رہا تھا کیونکہ انجن کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ کار کی ہیڈ لائٹس بجھی ہوئی تھیں اور کار کسی سیاہ ہیولے کی طرح رینگتی ہوئی آگے بڑھی چلی آرہی تھی۔

"یہی کوٹھی ہے باس"۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے سامنے موجود کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ کار آگے چل کر روک دو"۔ ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی نے عزاہٹ آمیز لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ تقریباً سو گز آگے جا کر اس نے کار ایک گھنے درخت کے نیچے روک دی۔ کار رکتے ہی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہوا شخص باہر آگیا۔ وہ ایک طویل القامت اور خاصے چوڑے جسم کا مالک تھا۔ اس نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا۔ اس لئے اندھیرے میں وہ بھی تاریکی کا ایک حصہ ہی معلوم ہو رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ڈرائیور بھی باہر آگیا۔ وہ درمیانے قد کا سمارٹ سا نوجوان تھا۔ وہ بھی سیاہ رنگ کے لباس میں ملبوس تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے مارٹن کہ ڈاکٹر بلیث کوٹھی میں موجود ہے"۔ باس نے عزاہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"یس باس میرے آدمی نے اسے اندر جاتے دیکھا ہے اور پھر ابھی تک اس کے باہر آنے کی اطلاع نہیں ملی"۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آؤ میرے ساتھ"۔ باس نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گیٹ کے سامنے سے گزر کر وہ دونوں کوٹھی کے دائیں طرف سے ہوتے ہوئے اس کے عقب میں آگئے۔ کوٹھی کی دیواریں خاصی بلند تھیں اور ارد گرد ایسا کوئی درخت بھی موجود نہیں تھا جس کے ذریعے وہ دیوار پر چڑھ سکتے۔ دیوار کے اوپر بجلی کے ننگے تار لگائے گئے تھے۔

"خاصی حفاظت کر رکھی ہے کوٹھی کی"۔ باس نے زہریلے انداز میں کہا۔

"یس باس۔ کوٹھی میں کتے بھی موجود ہیں"۔ مارٹن نے دبے لہجے میں کہا۔

"کتے ہمارا راستہ نہیں روک سکتے مارٹن، ہم ایک اعلیٰ مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں"۔ باس نے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک رسی باہر نکال لی جس کے سرے پر ایک آنکڑا لگا ہوا تھا اس نے رسی کا دوسرا سرا اپنے ہاتھ کے گرد لپیٹا اور پھر اس نے رسی کے آنکڑے والا سرا اوپر پھینک دیا۔ دوسرے لمحے رسی تن سی گئی۔ مخصوص انداز میں بنا ہوا آنکڑا دیوار کی دوسری طرف کسی درز میں پھنس گیا تھا۔

باس نے رسی کو کھینچ کر دیکھا اور پھر وہ اپنا اوور کوٹ اتارنے لگا۔ اوور کوٹ اتار کر اس نے کندھے پر ڈالا اور پھر رسی کو پکڑ کر تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ دیوار کے سرے کے قریب پہنچ کر اس نے ایک ہاتھ سے رسی کو تھامے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اوور کوٹ اتار کر بجلی کے ننگے تاروں پر ڈال دیا اور اس کے بعد وہ اطمینان سے دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔ اس کے دوسری طرف کودتے ہی مارٹن نے تیزی سے رسی پکڑی اور پھر کسی پھرتیلے بندر کی طرح وہ رسی کا سہارا لے کر دیوار پر چڑھا اور دوسری طرف کود گیا۔ یہاں باس ایک باڑھ کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ مارٹن کے نیچے آتے ہی اس نے رسی کو جھٹکا

دے کر کھینچا اور پھر اس کا آنکڑا دوسری طرف پھینک دیا۔ رسی ایک بار پھر تن گئی۔

"آؤ میرے ساتھ"۔ باس نے رسی کو وہیں چھوڑا اور پھر رینگتا ہوا کوٹھی کی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ کوٹھی پر گہرا سکوت طاری تھا۔

"وہ کتے کہیں نظر نہیں آرہے"۔ باس نے مارٹن سے پوچھا۔

"معلوم نہیں باس رپورٹ تو یہی ملی تھی کہ کتے موجود ہیں"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

وہ دونوں رینگتے ہوئے تیزی سے کوٹھی کی اصل عمارت کی عقبی سمت پہنچ گئے۔ چند لمحوں تک باس عمارت کی عقبی دیوار کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے چھت پر جانے کے لئے ایک پائپ تاڑ لیا تھا مگر دوسرے لمحے وہ جیسے ہی پائپ کی طرف بڑھا۔ اچانک دو سیاہ رنگ کے ہیولے اچھل کر ان دونوں پر آپڑے اور وہ دونوں ایک جھٹکے سے نیچے گر پڑے۔ ہیولوں کے منہ سے ہلکی ہلکی غراہٹ نکل رہی تھی۔ ان دونوں نے نیچے گرتے ہی پھرتی سے قلابازی کھائی اور اس طرح ان ہیولوں کو جو بلڈ ہاؤنڈ کتے تھے کے خوفناک پنجوں کی زد سے بال بال بچ گئے۔ مگر ہیولے ایک بار پھر پلٹ کر ان پر چڑھ دوڑے مگر اسی لمحے باس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور ایک شعلہ سا چمکا اور اس کے ساتھ ہی ایک ہیولہ دھپ سے زمین پر گر پڑا۔ اس کے منہ سے اب بھی دبی دبی غراہٹ نکل رہی تھی۔ ادھر دوسرا ہیولہ مارٹن کے ہاتھ الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ دوسرے لمحے مارٹن کے ہاتھ ہیولے کی گردن پر پڑے اور اس

نے ایک جھٹکے سے کتے کو دور پھینک دیا۔ کتا نیچے گرتے ہی ایک بار پھر اچھلا مگر اسی لمحے باس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے شعلہ اگلا اور وہ ایک دھماکے سے نیچے گر گیا۔ چند لمحوں تک اس کی غراہٹ کی آواز سنائی دی پھر وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

"خاصے خطرناک کتے تھے"۔ باس نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مگر باس یہ بھونکے نہیں صرف غرا رہے تھے"۔ مارٹن نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"ہاں انہیں گونگا کر دیا گیا ہو گا تاکہ وہ بے خبری میں اپنے شکار کو جھپٹ لیں"۔ باس نے کہا اور پھر اس نے ریوالور جیب میں ڈالا اور تیزی سے پائپ پر چڑھتا چلا گیا۔ مارٹن نے بھی اس کی پیروی کی اور چند لمحوں بعد وہ کوٹھی کی چھت پر پہنچ گئے تھے۔ سیڑھیوں کا دروازہ ان کی توقع کے مطابق کھلا ہوا تھا۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے سیڑھیاں اتر کر اصل عمارت کے اندر داخل ہو گئے۔ سیڑھیاں اندرونی صحن میں اترتی تھیں جیسے ہی وہ اتر کر صحن میں پہنچے انہیں ایک کمرے میں نیلے رنگ کی روشنی نظر آئی۔

"یہی ڈاکٹر کی خوابگاہ ہے"۔ باس نے دبے لہجے میں کہا اور پھر وہ پنجوں کے بل چلتا ہوا خوابگاہ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ باس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ سامنے ہی مسہری پر ایک نوجوان سلیپنگ سوٹ پہنے گہری نیند سویا ہوا تھا۔ باس تیزی

سے سیدھا ہوا اور پھر اس نے جیب سے ایک باریک سا تار نکالا۔ اِ
کا سرا گھنڈی کی صورت میں مڑا ہوا تھا۔ اس نے تار کی ہول میں ڈ
اور اسے مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمانے لگا۔ اس کا دوسرا ہا
ہینڈل پر رکھا ہوا تھا۔ چونکہ اس نے ہاتھوں پر دستانے پہن رکھے تھ
اس لئے اسے انگلیوں کے نشان آجانے کی بھی پرواہ نہ تھی۔ چند لمحو
کی کوشش کے بعد اچانک تار کا سرا لیوں میں پھنس گیا اور دوسرے
لمحے ہلکی سی کلک کی آواز ابھری اور ہینڈل دبتا چلا گیا۔ باس نے پھر ا
سے تار نکال کر واپس جیب میں ڈالا اور احتیاط سے دروازہ کھول کر
اندر داخل ہو گیا۔ مارٹن بھی اس کے پیچھے تھا۔ اندر آکر باس نے
دروازے کے پٹ بند کر دیئے اور پھر وہ آہستہ سے مسہری کی طرف
بڑھا۔ دونوں نے ریوالور ہاتھ میں لے رکھے تھے۔ مسہری پر سونے وا
ابھی تک گہری نیند میں تھا۔ باس اسے چند لمحوں تک بغور دیکھتا رہا
یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی الجھن میں پھنسا ہو۔ پھر اس نے ایسے انداز میں
کندھے جھٹکے جیسے وہ کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو اور دوسرے لمحے اس نے
ایک ہاتھ سے سوئے ہوئے نوجوان کو بری طرح جھنجوڑ دیا۔ نوجوا
ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور پھر اپنے سامنے دو نقاب پوشوں کو ہاتھوں میں
ریوالور لئے دیکھ کر خوف اور حیرت کے مارے اس کی آنکھیں پھٹ
چلی گئیں۔ بے اختیار اس کے منہ سے چیخ سی نکل گئی مگر باس ا
مارٹن بڑے اطمینان سے کھڑے رہے۔ ان کی طرف سے کو
رد عمل نہیں ہوا۔ چند لمحوں بعد جب اچانک ذہنی جھٹکے سے نوجوا

سنبھل گیا تو اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"کک، کون ہو تم"۔ اس کے لہجے میں خوف کی لرزش نمایاں تھی۔

"کھیل ختم ہو گیا۔ نومبر تمہاری موت تمہارے سامنے ہے"۔ باس نے غراہٹ آمیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نومبر، کیا مطلب میرا نام بلیٹ ہے"۔ نوجوان نے پہلے سے زیادہ حیرت آمیز لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے شدید حیرت ٹپک رہی تھی۔

"نومبر بھی ایک نام ہی ہے اور اس نام سے تم نے ایسی ایجاد کی تھی جس نے لاکھوں یہودیوں کو خاک و خون میں ملا دیا تھا۔ چنانچہ ہمارے لئے یہ نام زیادہ اہمیت رکھتا ہے"۔ باس کے لہجے میں زہریلا پن تھا۔

"م، مگر میں نے تو کوئی ایسی ایجاد نہیں کی۔ میرا یہودیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے"۔ نوجوان اب کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔

"تمہیں ہمارا کارڈ مل چکا ہے نومبر اور اب تم ہمارے ہاتھوں سے نہیں بچ سکتے"۔ باس نے کہا۔

"کارڈ کیسا کارڈ مجھے تمہارا کوئی کارڈ نہیں ملا۔ یقین کرو میں بے گناہ ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"کیلنڈر کلر کے پاس غلط فہمی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی مجھے

مسٹر نومبر۔ اب تمہاری موت یقینی ہے۔ ہاں تمہاری زندگی بچنے کی صرف ایک صورت ہے کہ تم دسمبر کا پتہ ہمیں بتا دو کیونکہ تمہاری نسبت دسمبر کے جرائم زیادہ ہیں۔ اگر تم ہمیں اس کا پتہ بتا دو تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم چپ چاپ چلے جائیں گے"۔ باس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"دسمبر، مجھے دسمبر کے بارے میں کیا معلوم۔ میرے تو خواب خیال میں بھی کبھی نہیں آیا کہ نومبر دسمبر بھی نام ہو سکتے ہیں"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

باس بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ نوجوان کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"ٹھیک ہے ہم اسے خود ڈھونڈھ لیں گے۔ تم چھٹی کرو"۔ باس نے بھیانک لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو...... ٹھہرو...... خدا کے لئے مجھے مت مارو میں بے گناہ ہوں"۔ نوجوان نے ان کی آنکھوں میں درندگی دیکھ کر بوکھلاتے ہوئے کہا۔

وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اٹھتے ہوئے وہ لڑکھڑایا تھا اور اس نے سائیڈ ٹیبل کا سہارا لیا تھا۔ پھر وہ سیدھا ہو گیا تھا۔

"اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو یقین کرو تم دوسرا سانس نہیں لے سکو گے۔ اگر تم زندگی چاہتے ہو تو میرے چند سوالوں کے صحیح صحیح جواب دے دو"۔ باس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"پوچھو پوچھو۔ یقین رکھو اگر مجھے معلوم ہوگا تو میں ضرور بتاؤں گا"۔ نوجوان کی آنکھوں میں امید کی کرنیں جگمگا اٹھی تھیں۔

"تم قومی لیبارٹری نمبر ایک میں کام کرتے ہو"۔ باس نے پوچھا۔

"ہاں"۔ نوجوان نے فوراً جواب دیا۔

"کیا ڈاکٹر راشیل بھی وہیں کام کرتا ہے"۔ باس نے اس کی آنکھوں میں بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ڈاکٹر راشیل وہ بوڑھا تو نہیں جو جرمنی سے فرار ہو کر یہاں آیا تھا"۔ نوجوان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہی"۔ باس نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"وہ تو ڈیفنس لیبارٹری نمبر دو میں کام کرتا ہے اور لیبارٹری کے اندر ہی رہتا ہے"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"وہاں اس کی کیا پوسٹ ہے"۔ باس نے پوچھا۔

"وہ ڈیفنس ریسرچ سکالر ہے"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ باس کوئی جواب دیتا اچانک اسے باہر قدموں کی ہلکی سی آہٹ سنائی دی۔ اس کے اعصاب تن گئے۔ مارٹن بھی چونک پڑا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹامی گن سنبھالے دو سپاہی اچھل کر اندر آ گئے اور عین اسی لمحے باس کے ریوالور سے شعلہ سا نکلا اور نوجوان ڈاکٹر جو اب اطمینان سے کھڑا تھا سینے پر ہاتھ رکھے فرش پر ایک دھماکے سے گر گیا اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں نے انتہائی پھرتی سے چھلانگیں لگائیں

اور ایک قد آدم الماری کی آڑ میں ہو گئے اور ٹھیک اسی لمحے ٹامن گن کی ریٹ ریٹ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ گولیوں کی بوچھاڑ نے الماری کو ادھیڑ ڈالا تھا۔ اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً سینکڑوں گولیاں ان کے جسموں کے پار ہو چکی ہوتیں۔

باس نے الماری کی آڑ میں ہوتے ہی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر سفید رنگ کی ایک گیند الماری کی آڑ سے کمرے میں پھینک دی۔ گیند کے فرش پر گرتے ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پورے کمرے کے سپاہیوں سمیت چیتھڑے اڑ گئے۔ کمرے کی چھت بھی ایک خوفناک دھماکے سے نیچے آ گری تھی۔ مگر وہ دونوں الماری کی آڑ میں ہونے کی وجہ سے ملبے میں دبنے سے بچ گئے۔ دھماکے کی آواز ختم ہوتے ہی باس نے پوری قوت سے اپنے اوپر گری ہوئی الماری کو زور سے دھکیلا اور پھر مارٹن کا ہاتھ پکڑے تیزی سے کمرے کی پشتی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں گرد و غبار اس قدر تھا کہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا مگر باس ملبے کو پھلانگتا ہوا عقبی دیوار تک پہنچ ہی گیا۔ عقبی دیوار میں کافی بڑا شگاف ہو چکا تھا جس میں گرد و غبار بھرا ہوا تھا۔

وہ دونوں اس شگاف سے نکلے اور پھر دیوار کے ساتھ ہی زمین پر لیٹ گئے۔ گرد و غبار کی زیادتی نے انہیں کیموفلاج کر رکھا تھا۔ کوٹھی میں قدموں کی دوڑتی ہوئی آوازیں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر جاتی ہوئی سنائی دے رہی تھیں اور اس کے ساتھ ہی سیٹیوں نے شور برپا کر رکھا تھا۔ باس نے لیٹے ہی لیٹے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک

اسی قسم کی گیند نکال کر پوری قوت سے شگاف کے اندر پھینک دی۔ ایک بار پھر خوفناک دھماکہ ہوا اور اس بار یوں محسوس ہوا جیسے قیامت برپا ہو گئی ہو۔ زمین تک لرزنے لگی تھی۔

باس اور مارٹن دھماکہ ہوتے ہی تیزی سے رینگتے ہوئے عقبی دیوار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ دوڑتے ہوئے قدم اب اصل عمارت کے گرد ہی محدود ہو گئے تھے۔ مختلف آوازوں کا ایک شور برپا تھا۔ دور سے پولیس کی گاڑیوں کے سائرن چیختے ہوئے نزدیک آتے جا رہے تھے۔

باس نے عقبی دیوار کے قریب پہنچتے ہی تیزی سے ایک طرف رینگنا شروع کر دیا اور پھر جلد ہی وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں رسی لٹکی ہوئی تھی۔ باس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا۔ پوری کوٹھی پر ابھی تک اندھیرا چھایا ہوا تھا اور گرد و غبار کے ایک دبیز بادل نے کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ باس نے رسی کو کھینچ کر دیکھا اور پھر انتہائی تیزی سے رسی کے سہارے دیوار پر چڑھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ دوسری طرف کود چکا تھا۔ اس کے چند لمحوں بعد ہی مارٹن بھی دوسری طرف کود گیا اور پھر وہ دونوں پنجوں کے بل دوڑتے ہوئے ایک اور کوٹھی کی متصل گلی میں گھستے چلے گئے۔ ارد گرد کوٹھیوں میں دھڑا دھڑ روشنیاں جلتی چلی جا رہی تھیں اور لوگ باہر نکلنے لگ گئے تھے مگر باس اور مارٹن کی خوش قسمتی کہ ڈاکٹر کی عقبی کوٹھی ویسے ہی تاریک پڑی تھی۔ وہ گلی میں بے تحاشا دوڑتے چلے گئے۔ البتہ ان کی

امکانی کوشش یہی تھی کہ ان کے قدموں کی آواز نہ ابھرے اور پیروں میں پہنے ہوئے ربڑسول کے جوتے اس بات میں ان کے بہترین معاون ثابت ہو رہے تھے۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اطمینان سے مین گیٹ پر موجود کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ دور کہیں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ عمران نے انگلی بٹن سے ہٹائی اور پھر اطمینان سے کھڑا ہو کر چیونگم چبانی شروع کر دی۔

تقریباً دو منٹ بعد گیٹ کے ایک ستون سے جہاں کال بیل کا بٹن موجود تھا۔ آواز ابھری۔

"کون ہے"۔ لہجہ لٹھ مارنے والا تھا۔

"ڈاکٹر اعظم فرام پاکیشیا"۔ عمران نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ اس کی آواز ڈاکٹر اعظم سے ملتی جلتی تھی۔

"کس سے ملنا ہے"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ڈاکٹر راشیل سے"۔ عمران نے اسی آواز میں جواب دیا۔

"وہ موجود نہیں ہیں"۔ دوسری طرف سے اکھڑ لہجے میں جواب دیا

گیا۔

"میں ان کا انتظار کر لوں گا۔ میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"وہ کوٹھی میں نہیں آتے لیبارٹری میں ہی رہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے کانوں میں ایک ہلکے سے کھٹکے کی آواز آئی جیسے رابطہ ختم کر دیا گیا ہو۔

"میری بات سنو مجھے انتہائی ضروری کام ہے"۔ عمران نے کہا مگر بے سود۔ دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ عمران نے جھنجھلا کر ایک بار پھر کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی مگر شاید اس کا سلسلہ بھی کٹ چکا تھا کیونکہ اس بار گھنٹی کی آواز سنائی نہیں دی تھی۔

عمران نے طویل سانس لی اور پھر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کی نظریں کوٹھی کی چار دیواری کا جائزہ لے رہی تھیں۔ چار دیواری ضرورت سے زیادہ ہی بلند تھیں اور اس پر بجلی کے ننگے تار مضبوطی سے فٹ کئے گئے تھے۔ عمران کوٹھی سے متصل گلی میں گھس گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ سر سے بلند کیا اور پھر قریبی کوٹھی کی دیوار کی آڑ سے ایک سایہ نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"۔ آنے والا صفدر تھا۔

"ہمیں کوٹھی میں گھسنا پڑے گا"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر صفدر کو ہمراہ لئے وہ اس کی عقبی دیوار کے قریب پہنچ گیا۔ وہ چند لمحے کوٹھی کی دیوار کو دیکھتا رہا پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو ایک

پنسل جو سیاہ رنگ اور کے شکل کی بنی ہوئی تھی نکال لی۔ اس نے پنسل کے درمیان میں چٹکی بھری اور اسے ایک طرف کھینچا۔ پنسل میں سے ایک اور پنسل نکلتی چلی گئی۔ ان کے درمیان بھی ایک راڈ موجود تھا۔ اب وہ پنسل انگریزی کے لفظ ایچ کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ عمران نے پھرتی سے پنسلوں کے دونوں سرے اوپر کھینچے اور پھر کسی ٹرانسسٹر کے ایریل کی طرح وہ کھلتے چلے گئے۔ ہر چار فٹ کے فاصلے پر درمیانی راڈ بھی ظاہر ہو جاتا اور چند لمحوں بعد وہاں ایک سیڑھی موجود تھی۔ یہ عمران کی اپنی ایجاد تھی اور وہ اسے پنسل سیڑھی کہتا تھا۔ جب سیڑھی اس کی مطلوبہ لمبائی جتنی ہو گئی تو اس نے اس کے دونوں سرے آگے کی طرف موڑ دیئے اور پھر اس نے بڑے اطمینان سے سیڑھی دیوار کے سرے پر اٹکا دی۔ سیڑھی جیسے ہی بجلی کے تاروں سے ٹکرائی عمران کے ہاتھوں میں سنسناہٹ سی ہوئی مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی کیونکہ اس کے ہاتھوں پر ربڑ کے دستانے تھے۔ اس لئے بجلی کی طاقت ور رو اس پر کوئی اثر نہیں کر رہی تھی۔ عمران نے پیروں میں ربر سول جوتے پہنے ہوئے تھے۔

"جب تک میں اوپر پہنچ نہ جاؤں تم سیڑھی کو ہاتھ نہ لگانا"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ عمران بڑے اطمینان سے سیڑھی پر چڑھتا چلا گیا۔ جب اس کا سر دیوار کے سرے کے قریب پہنچا تو اس نے وہیں رک کر اپنا کوٹ اتارا اور اسے اچھال کر بجلی کی تاروں پر ڈال دیا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ جیسے ہی

اس کا کوٹ دیوار کے سرے سے اوپر اچھلا شائیں کی آواز سنائی دی اور ایک گولی کوٹ سے ایک انچ اوپر سے گزرتی چلی گئی۔ عمران نے ایک جھٹکے سے سراور نیچے کر لیا۔ اب صورتحال خاصی سنگین ہو چکی تھی کیونکہ کسی بھی لمحے گشتی پولیس کا سپاہی ادھر آ سکتا تھا اور دوسری طرف شاید چوکیدار سائیلنسر لگا ریوالور لئے چوکنا کھڑا تھا۔

"صفدر تمہاری جیب میں رسی ہے"۔ عمران نے صفدر سے پوچھا۔

"ہاں ہے"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"تو پھر جلدی سے شمالی سمت سے جا کر دیوار پر چڑھو۔ یہاں چوکیدار چوکنا ہے مگر وہ میری طرف متوجہ ہے۔ اس لئے تم آسانی سے اندر گھس سکتے ہو"۔ عمران نے صفدر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

اور صفدر سر ہلاتے ہوئے تیزی سے کوٹھی کی شمالی سمت دوڑتا چلا گیا۔ عمران نے اس کے جاتے ہی جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور اس کی نال دیوار کے سرے سے اوپر کی۔ دوسرے لمحے ایک بار پھر شائیں کی آواز سنائی دی اور گولی اس کے ریوالور کی نال کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ عمران نے ہاتھ نیچے کھینچ لیا۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے وہی حرکت کی اور اس بار بھی نتیجہ وہی نکلا۔ عمران مسلسل ایسا کر رہا تھا۔ دراصل وہ چوکیدار کو مسلسل اپنی طرف متوجہ رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ صفدر کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ چند لمحوں بعد اسے دور سے ایک ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ صفدر

اندر کود گیا ہے۔ اس نے ریوالور ایک بار پھر اوپر کیا مگر اس بار کوئی گولی نہ آئی۔ اب عمران کے کانوں میں کتوں کی غراہٹ کی ہلکی ہلکی آوازیں بھی سنائی دیں۔ چند لمحوں بعد آوازیں قدرے بلند ہو گئیں اور آوازوں کے انداز سے ہی وہ سمجھ گیا کہ کتوں اور صفدر کے درمیان جنگ جاری ہے۔ اس نے ہاتھ اونچا کیا مگر کوئی گولی نہیں آئی اور پھر اس نے سر دیوار سے اوپر کر لیا اور پھر اسے کوٹھی کی شمالی کونے میں کتوں اور صفدر کی لڑائی نظر آ گئی۔ دونوں کتے بری طرح اس سے لپٹے ہوئے تھے اور صفدر کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے اور پھر عمران کو ان کے قریب ہی ایک دوسرے شخص کی موجودگی کا بھی احساس ہو گیا۔ جو اطمینان سے کھڑا ان کی جنگ دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید اس انتظار میں تھا کہ اگر کتے ناکام ہو جائیں تو وہ صفدر کو گولی مار دے۔ عمران نے ریوالور سیدھا کیا اور دوسرے لمحے اس کے ریوالور نے شعلہ اگل دیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ عمران کے ریوالور سے نکلنے والی گولی چوکیدار کے قریب سے گزرتی چلی گئی تھی اور عمران کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہو جائے چنانچہ وہی ہوا۔ چوکیدار چونک کر مڑا اور پھر اس کا ہاتھ اوپر اٹھا مگر عمران باڑھ کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ چوکیدار تیزی سے اس باڑھ کی طرف دوڑا۔ ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔ جیسے ہی وہ عمران کے قریب پہنچا۔ عمران کے ریوالور سے شعلہ نکلا اور چوکیدار کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔

"خبردار اگر حرکت کی تو اس بار گولی سینے پر پڑے گی"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور چوکیدار نے ہاتھ اٹھالئے۔

اسی لمحے صفدر بھی دونوں کتوں کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو کر کھڑا ہو گیا تھا البتہ اس کا تمام لباس پھٹ گیا تھا۔ ہاتھوں پر کتوں کے پنجوں سے خراشیں ابھر آئیں تھیں۔

"بڑے خوفناک کتے تھے۔ بس اچانک ہی جھپٹ پڑے"۔ صفدر نے چوکیدار کی پشت پر آتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں کتوں کو گونگا کر دیا گیا تھا تاکہ وہ اچانک جھپٹ پڑیں"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں بس وہ غراتے رہے مگر بھونکے ایک بار بھی نہیں"۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر چوکیدار کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔

"یہ خالی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"اپنے ہاتھ نیچے کر لو"۔ عمران نے کہا اور چوکیدار نے ہاتھ نیچے کر لئے۔

"ہم تمہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ گو تم نے ہمیں ختم کرنے کی پوری کوشش کی تھی"۔ عمران نے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ میرا فرض ہے کہ میں غلط آدمی کو کوٹھی میں نہ آنے دوں"۔ چوکیدار نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"صحیح آدمی غلط راستے سے بھی آجاتے ہیں۔ بہرحال ہم صرف اتنا پوچھنے آئے ہیں کہ ڈاکٹر راشیل کہاں ہے"۔ عمران نے نرم لہجے میں

پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"۔ چوکیدار نے جواب دیا۔

"خوب تو تم خاصے فرض شناس واقع ہوئے ہو۔ مجھے ایسے آدمی ے حد پسند ہیں۔ میں نے آج تک بڑی کوشش کی کہ تم جیسا آدمی ل جائے مگر افسوس اس دنیا میں قحط الرجال ہے۔ بہرحال تم ڈاکٹر اشیل کو ٹیلی فون کرو اور اسے کہو کہ پاکیشیا سے ڈاکٹر اعظم سے ات کرے۔ بس اتنا سا کام کر دو"۔ عمران نے چوکیدار کے قریب تے ہوئے کہا۔

"آپ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میں کچھ نہیں جانتا"۔ چوکیدار نے تی تقریر کے نتیجے میں ایک فقرہ کہہ دیا۔

"بہتر تمہاری مرضی"۔ عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا ر پھر دوسرا لمحہ چوکیدار اور صفدر دونوں کے لئے حیرت انگیز ثابت ا۔ عمران نے پھرتی سے چوکیدار کی ناک ایک ہاتھ سے دبائی اور رے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کی نال اس کے سینے سے لگا ی۔

"تت، تم کیا کرنا چاہتے ہو"۔ چوکیدار نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ س کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"کچھ نہیں میں نے سوچا کہ کہیں تمہاری ناک کے راستے سے ہاری فرض شناسی باہر نہ نکل جائے"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے ں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ان دونوں انگلیوں کو جس سے

اس نے چوکیدار کی ناک دبائی ہوئی تھی مخصوص انداز میں حرکت دی اور دوسرے لمحے چوکیدار کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے مگر اسی لمحے صفدر نے جھپٹ کر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر پیچھے کی طرف موڑ دیئے۔ عمران نے ایک بار پھر انگلیوں کو ویسے ہی مخصوص انداز میں حرکت دی اور چوکیدار کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ وہ یوں ڈکرا رہا تھا جیسے اس کے دل میں کسی نے خنجر اتار دیا ہو۔

"ارے ارے چیختے کیوں ہو۔ میں تو تمہاری فرض شناسی کو باہر نکلنے سے روک رہا ہوں"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور چوکیدار کی آنکھیں تکلیف سے پھٹنے لگیں۔ اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے۔ اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا جیسے اس کی روح جسم میں پھڑپھڑا رہی ہو۔

"اب بتاؤ کیا کہتے ہو"۔ عمران نے اچانک سرد لہجے میں کہا۔

"بتاتا ہوں۔ خدا کے لئے میری ناک چھوڑ دو"۔ چوکیدار نے ہکلاتے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ کھینچ لیا اور صفدر نے بھی اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔

چند لمحوں تک وہ بری طرح اپنی ناک مسلتا رہا۔ اس کی ناک کا سرا سرخ ہو گیا تھا۔

"ڈاکٹر راشیل ڈیفنس لیبارٹری نمبر دو میں ہی رہتا ہے اور گذشتہ چھ ماہ سے کوٹھی میں نہیں آیا اور نہ ہی اس سے رابطہ قائم ہو سکتا

ہے"۔ چوکیدار نے جواب دیا۔

"اس کا عہدہ کیا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ڈیفنس ریسرچ سکالر"۔ چوکیدار نے جواب دیا۔

"اس کا فوٹو کوٹھی میں موجود ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں موجود ہے"۔ چوکیدار نے جواب دیا۔ اب وہ تیر کی طرح سیدھا ہو چکا تھا۔ عمران چوکیدار کو ہمراہ لئے کوٹھی کے اندر داخل ہو گیا۔ چوکیدار نے میز کی دراز کھول کر ایک فوٹو نکالا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ایک ادھیڑ عمر شخص تھا۔ مگر چہرے سے جوانی جھلکتی تھی۔

"اوکے مسٹر فرض شناس بس اتنی معلومات کافی ہیں"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ اسے ہمراہ لئے واپس دیوار کی طرف آیا۔

صفدر رسی کی مدد سے دیوار پر چڑھا اور پھر اس نے دوسری طرف لٹکی ہوئی سیڑھی ادھر لٹکا دی اور خود نیچے کود گیا۔

"چلو اوپر چڑھو"۔ عمران نے ریوالور ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو"۔ چوکیدار نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"بتایا تو تھا کہ تم جیسا فرض شناس آدمی مجھے آج تک نہیں ملا اس لئے میں ہمیشہ تمہیں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ چلو چڑھو اوپر ورنہ تمہاری ناک......" عمران نے کہا اور چوکیدار ناک کے متعلق سنتے ہی تیزی سے سیڑھی چڑھتا چلا گیا۔ جب وہ دوسری طرف کود گیا تو

عمران بھی اوپر آ گیا اور پھر اس نے کوٹ پر پیر رکھ کر سیڑھی دوسری طرف لٹکائی اور پھر نیچے اتر کر کوٹ بھی اتار لیا۔ پنسل سیڑھی کو تہہ کر کے اس نے دوبارہ جیب میں رکھا اور اوور کوٹ پہن لیا۔

وہ تینوں خاموشی سے چلتے ہوئے مین روڈ پر آ گئے۔ یہاں قریب ہی ایک درخت کی آڑ میں وہ کار موجود تھی جو عمران نے کرایہ پر حاصل کی ہوئی تھی۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ صفدر اور چوکیدار پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ صفدر کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔

عمران نے گاڑی آگے بڑھا دیا۔

"مسٹر کتے مار میں چوکیدار کو شہر میں اتار دوں گا تم نے اس کی نگرانی کرنی ہے۔ اگر یہ کسی سے رابطہ قائم کرے تو یہ معلوم کرنا ہے کہ اس نے کس سے اور کس نمبر پر رابطہ قائم کیا ہے"۔ عمران نے اردو میں کہا۔ اسے یقین تھا کہ چوکیدار اردو نہیں جانتا ہو گا۔

"ٹھیک ہے مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ کوٹھی سے باہر آنے کے لئے پھاٹک کیوں استعمال نہیں کیا"۔ صفدر نے پوچھا۔

"اس لئے تاکہ چوکیدار آسانی سے واپس کوٹھی میں نہ جا سکے اور رابطہ باہر سے ہی قائم کرے"۔ عمران نے جواب دیا۔

اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ عمران نے ایسا کیوں کیا۔ ظاہر ہے کوٹھی کا پھاٹک اندر سے بند تھا اور دیواریں اتنی اونچی ہیں کہ چوکیدار اندر آسانی سے نہ جا سکے گا۔ اس لئے لازمی بات ہے کہ اس نے جس سے بھی رابطہ قائم کرنا ہے باہر سے ہی کرے گا۔

اس طرح صفدر آسانی سے سب کچھ معلوم کر لے گا۔

"آپ نے اس کی ناک کا کیا کیا۔ یہ تو چیں ہی بول گیا تھا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بڑے بڑے جب اپنی ناک خطرے میں دیکھتے ہیں تو چیں بول جاتے ہیں۔ اس بے چارے کی کیا اوقات"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

چند لمحوں بعد کار شہر میں داخل ہو چکی تھی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسٹر فرض شناس اب تم اتر جاؤ۔ میں نے تمہیں ساتھ رکھنے کا ارادہ بدل دیا ہے۔ تمہاری فرض شناسی تو ناک پکڑتے ہی غائب ہو جاتی ہے اور میں تمہاری ناک کہاں تک سنبھالتا پھروں گا"۔ عمران نے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا اور چوکیدار تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ وہ اتنی تیزی سے نیچے اترا تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ کہیں عمران دوبارہ نہ اسے پکڑ لے۔ اس کے نیچے اترتے ہی عمران نے کار آگے بڑھائی اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی اس نے کار روکی اور صفدر کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔ صفدر پھرتی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا اور عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

زاریہ کے دارالحکومت سے تقریباً پچاس کلو میٹر مشرق کی طرف ایک وسیع و عریض غیر آباد اور بنجر علاقہ تھا جہاں فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی بہت بڑی ورکشاپ تھی اور اس ورکشاپ کا رقبہ تقریباً تیس کلو میٹر تھا جس کے گرد خاردار تاریں لگی ہوئی تھیں اور چاروں کونوں میں لکڑی کے کھمبوں پر لکڑی کے ہی پلیٹ فارم بنائے گئے تھے جن پر فوجی سپاہی پہرہ دیتے تھے اور باقاعدہ ہلکی مشین گنیں اور طاقتور سرچ لائٹیں نصب تھیں۔ دارالحکومت سے آنے والی سڑک کا اختتام اسی ورکشاپ کے مین گیٹ پر ہوتا تھا۔ مین گیٹ فولاد کا بنا ہوا تھا۔ گیٹ سے پہلے ایک چھوٹی سی بند راہداری تھی جس سے گزر کر ہی کوئی شخص مین گیٹ تک پہنچ سکتا تھا۔ راہداری کے سرے پر باقاعدہ فوجی چوکی موجود تھی جہاں مشین گنوں سے مسلح سپاہی پہرہ دیتے تھے۔ قریب ہی ان کا کیبن موجود تھا۔ ٹینکوں اور گاڑیوں کے

ورکشاپ میں آنے اور باہر جانے کے لئے مین گیٹ سے قریب ہی ایک راستہ موجود تھا اور اس راستے پر کافی بڑی بند راہداری تھی جس کے باہر بھی اسی طرح مسلح چوکی بنی ہوئی تھی۔ ورکشاپ میں ہر طرف ٹوٹی پھوٹی گاڑیاں اور ٹینک بکھرے ہوئے تھے۔ ورکشاپ کے درمیان میں ایک چھوٹی سی عمارت تھی جس کے اندر مشینیں لگی ہوئی تھیں اور مرمت کا کام ہو رہا تھا۔ ورکشاپ کا عملہ تقریباً بیس افراد پر مشتمل تھا جو نیلے رنگ کی مخصوص وردی میں ملبوس تھے اور ہر ایک کے سینے پر اس کا نام، نمبر اور شناختی کارڈ آویزاں رہتا تھا۔ اس ورکشاپ کے عین نیچے زاریہ کی قومی سائنسی لیبارٹری موجود تھی جو مکمل طور پر زیر زمین بنائی گئی تھی۔ اس لیبارٹری کا راستہ مین گیٹ کے قریب ہی تھا اور مین گیٹ سے باہر موجود بند راہداری کے گرد اور زیر زمین جدید ترین کمپیوٹر نصب تھے جو اندر جانے والے اور باہر آنے والوں کی مکمل چیکنگ کرتے تھے۔ ڈاکٹر راشیل اسی لیبارٹری میں کام کرتا تھا اور جب سے اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ کیلنڈر کر اس کے پیچھے ہے اس نے لیبارٹری سے باہر نکلنا ہی بند کر دیا اور لیبارٹری کے اندر بنے ہوئے رہائشی کوارٹروں میں سے ایک میں رہائش رکھ لی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ لیبارٹری بے حد محفوظ ہے اور کیلنڈر کر کے ہاتھ لیبارٹری کے اندر تک کسی صورت میں نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے وہ سمجھتا تھا کہ لیبارٹری میں وہ محفوظ ہے۔

آج بھی وہ لیبارٹری میں کام کر کے اپنے کوارٹر میں پہنچا ہی تھا کہ

اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھ
یہ ٹیلی فون لیبارٹری کے مین ایکسچینج سے منسلک تھا اور بغیر تسلی
ایکسچینج آپریٹر لیبارٹری سے باہر کی کال نہیں ملاتا تھا۔اس کے ر
کال باقاعدہ ریکارڈ ہوتی تھی اور اگر آپریٹر کو کال کے متعلق ذرا سا
شک ہوتا تو وہ ایک خودکار کمپیوٹر کا بٹن دبا دیتا جس کے ذریعے ف
طور پر پتہ چل جاتا کہ کال کون سے نمبر سے کی جا رہی ہے اور پھر
اس نمبر کے قریب چیکنگ سٹیشن کو مطلع کر دیتا اور اس طرح چند
لمحوں میں کال کرنے والے کو پکڑ لیا جاتا اور پھر اسے زاریہ کی خوفنا
انٹیلی جنس "بوشارو" کے حوالے کر دیا جاتا۔جو اس کے متعلق کھ
چھان بین کرتی۔

"ہیلو ڈاکٹر راشیل"۔ڈاکٹر راشیل نے جیسے ہی رسیور اٹھایا آ
کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"یس بول رہا ہوں"۔ڈاکٹر راشیل نے جواب دیا۔

"آپ کی آؤٹ کال ہے"۔آپریٹر نے معنی خیز لہجے میں کہا اور ڈا
راشیل آؤٹ کال کے متعلق سن کر چونک پڑا۔کیونکہ جب سے ا
نے لیبارٹری میں رہائش رکھی تھی وہ پہلی کال تھی جو باہر سے اے
گئی تھی۔

"کس کی کال ہے"۔ڈاکٹر راشیل نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی رہائش گاہ کے چوکیدار کی"۔آپریٹر نے جواب دیا۔

"کیا اس کی سکریننگ کر لی گئی ہے"۔ڈاکٹر راشیل نے پوچھا۔

"یس ڈاکٹر راشیل کمپیوٹر نے اوکے کر دیا ہے۔کال کرنے والا واقعی چوکیدار ہے"۔آپریٹر نے جواب دیا۔

"اوکے بات کراؤ"۔ڈاکٹر راشیل نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔دوسرے لمحے ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر چوکیدار کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"ڈاکٹر راشیل میں چوکیدار اوتھام بول رہا ہوں"۔

"کیا بات ہے اوتھام مجھے کیوں کال کی ہے"۔ڈاکٹر راشیل نے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر اب سے ایک گھنٹہ قبل کوٹھی کی کال بیل بجی۔میں نے گیٹ مائیکرو فون پر بات کی تو کال بیل بجانے والے نے کہا کہ وہ پاکیشیا سے آیا ہے اور اس کا نام ڈاکٹر اعظم ہے اور وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے"۔چوکیدار نے کہا۔

"ڈاکٹر اعظم مگر وہ یہاں کیسے آگیا"۔ڈاکٹر راشیل ڈاکٹر اعظم کا نام سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا بہرحال میں نے اسے کہہ دیا کہ ڈاکٹر راشیل موجود نہیں ہیں اور اس کے ساتھ ہی کال بیل کا سلسلہ کاٹ دیا۔مگر چند لمحوں بعد ایک شخص عقبی دیوار سے چڑھا۔میں نے اس پر فائر کیا مگر اس دوران شمالی دیوار سے ایک اور شخص چڑھ کر اندر کود گیا۔گونگے کتے اس پر چڑھ دوڑے۔میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو عقبی دیوار سے بھی ایک آدمی اندر کود آیا۔انہوں نے کتوں کو ہلاک کر دیا

اور مجھ پر فائر کر کے مجھے نہتا کر دیا"۔ چوکیدار نے بیان دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر کیا ہوا"۔ ڈاکٹر راشیل نے جواب دیا۔ وہ تصور میں دیکھ رہا تھا کہ آپریٹر نے خودکار کمپیوٹر کے ذریعے ادتھام کا پتہ چلا لیا ہو گا اور جب بات ختم ہو گی تو اسے ہوشار و گرفتار کر چکی ہو گی۔

"پھر صاحب انہوں نے مجھ پر بے پناہ تشدد کیا۔ وہ مجھ سے آپ کا پتہ پوچھ رہے تھے مگر میں نے نہیں بتایا اور آخرکار وہ تھک گئے تو وہ مجھے ریوالور کی زد پر اپنے ہمراہ لے گئے اور پھر مارکیٹ کے قریب انہوں نے مجھے کار سے اتار دیا اور اب میں فون بوتھ سے آپ سے بات کر رہا ہوں تاکہ آپ کو اطلاع دے دوں"۔ ادتھام نے کہا۔

"شکریہ ادتھام میں دیکھوں گا وہ لوگ کون تھے۔ خدا حافظ"۔ ڈاکٹر راشیل نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یقیناً کیلنڈر کلر کے آدمی ہوں گے مگر اسے اطمینان تھا کہ وہ جب تک لیبارٹری کے اندر موجود ہے محفوظ ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ آخر انہوں نے ڈاکٹر اعظم کا حوالہ کیوں دیا۔ یہی صورت ہو سکتی ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر اعظم کو پکڑ لیا ہو اور اس پر تشدد کر کے یہاں اس کا پتہ معلوم کر لیا ہو۔ ابھی وہ انہیں خیالوں میں گم تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک مسلح چوکیدار اندر داخل ہوا۔

"ڈاکٹر راشیل آپ کو نمبر ون نے طلب کیا ہے۔ میرے ساتھ

آیئے"۔ دربان نے سرد لہجے میں کہا۔

"نمبر ون نے"۔ ڈاکٹر راشیل بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ نمبر ون لیبارٹری کا سیکورٹی چیف تھا اور وہ انتہائی سخت مزاج تھا کہ لیبارٹری کے تمام لوگ اس سے بری طرح خوفزدہ رہتے تھے اور پھر اس کے اختیارات اتنے وسیع تھے کہ اس کے ابرو کا ایک اشارہ کسی بھی شخص کو تحت الثریٰ تک پہنچا سکتا تھا۔

"جلدی کریں نمبر ون انتظار کر رہا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ نمبر ون کسی کا انتظار نہیں کرتا"۔ دربان نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں چلو"۔ ڈاکٹر راشیل نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد لیبارٹری کی اصل عمارت سے نکل کر ایک طرف بنی ہوئی چھوٹی سی عمارت میں داخل ہو گئے۔ یہ سیکورٹی آفس تھا۔ چند ہی لمحوں بعد ڈاکٹر راشیل ایک کمرے میں داخل ہوا۔ دربان باہر ہی رہ گیا۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک کافی بڑی میز موجود تھی۔ میز کے پیچھے کرسی پر نمبر ون بیٹھا ہوا تھا۔ چہرے پر زخموں کے بے شمار نشانات تھے۔ آنکھوں میں ایسی چمک تھی کہ اس سے نظریں ملائی ہی نہ جا سکتی تھیں۔

"ڈاکٹر راشیل بیٹھ جاؤ"۔ نمبر ون نے میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر راشیل خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ڈاکٹر اعظم کون ہے"۔ نمبرون نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"ڈاکٹر اعظم ایک جرمن سائنسدان ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد وہ فرار ہو کر راجیشیا چلا گیا اور پھر جب راجیشیا کے دو ٹکڑے ہوئے تو اس نے اپنی خدمات پاکیشیا کے حوالے کر دیں اور اسلام قبول کر لیا۔ اس نے اپنا اسلامی نام اعظم رکھا ہے۔ اب وہ پاکیشیا کی کسی سائنسی لیبارٹری میں کام کرتا ہے"۔ ڈاکٹر راشیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھتا تھا کہ نمبرون کے سامنے جھوٹ بولنے والوں کا آخر کار کیا حشر ہوتا ہے اور پھر وہ جھوٹ بولتا بھی کیوں۔

"کیا وہ جرمنی میں تمہارا ساتھی تھا"۔ نمبرون نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں"۔ ڈاکٹر راشیل نے جواب دیا۔

"کیا تمہارا اس سے رابطہ قائم ہے"۔ نمبرون نے سر آگے جھکاتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں ایک سائنس کانفرنس میں وہ ٹکرا گیا تھا۔ اس کے بارے میں معلوم ہوا۔ چنانچہ کبھی کبھی ہمارے درمیان خطوط کا تبادلہ ہوتا تھا"۔ ڈاکٹر راشیل نے جواب دیا۔

"کیا اسے معلوم تھا کہ تم سوٹان کالونی میں رہتے ہو اور ڈیفنس نمبر دو میں کام کرتے ہو"۔ نمبرون نے سوال کیا۔

"اسے سوٹان کالونی کی رہائش گاہ کا علم تو تھا مگر لیبارٹری کے متعلق علم نہیں تھا"۔ ڈاکٹر راشیل نے جواب دیا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی ایک فائل موجود تھی۔ اس نے وہ فائل نمبرون کے سامنے رکھی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ نمبرون نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ ڈاکٹر راشیل خاموش بیٹھا رہا۔

"چوکیدار اوتھام کی چیکنگ رپورٹ کے مطابق اس نے آنے والوں کو یہ بتا دیا ہے کہ تم ڈیفنس لیبارٹری نمبر دو میں کام کرتے اور یہیں رہتے ہو"۔ نمبرون نے فائل سے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، مگر اس نے مجھے تو یہی بتایا تھا کہ اس نے بے پناہ تشدد کے باوجود کچھ نہیں بتایا"۔ ڈاکٹر راشیل نے چونک کر کہا۔

"وہ بکواس کر رہا ہے مگر بوشارو کے چیکنگ کمپیوٹر کے سامنے بھلا وہ کیسے جھوٹ بول سکتا تھا۔ بہرحال اس نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے اور رپورٹ کے مطابق اس نے حملہ آوروں کو تمہارا فوٹو بھی دیا ہے"۔ نمبرون نے کہا۔

"میری تو سمجھ میں ہی یہ بات نہیں آئی کہ آخر حملہ آور کون تھے۔ ڈاکٹر اعظم کا نام انہوں نے کیوں استعمال کیا"۔ ڈاکٹر راشیل نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"کیا مطلب تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ حملہ آور ڈاکٹر اعظم نہیں تھا صرف اس کا نام استعمال کیا گیا ہے"۔ نمبرون نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ ڈاکٹر اعظم ایک سائنسدان ہے اور پھر وہ بوڑھا آدمی ہے۔ وہ نہ ہی دیواریں پار کر سکتا ہے اور نہ ہی لڑائی کر سکتا ہے اور پھر آخری بات یہ کہ ڈاکٹر اعظم کو میرا فوٹو لینے کی کیا ضرورت تھی جبکہ وہ مجھے اچھی طرح پہچانتا ہے"۔ ڈاکٹر راشیل نے کہا۔

"خوب تمہاری بات درست ہے۔ اس لئے بھی کہ چوکیدار کے بیان کے مطابق حملہ آور نوجوان تھے۔ ان میں کوئی بوڑھا نہ تھا اور دوسری بات یہ کہ انہوں نے چوکیدار پر تشدد بھی نہیں کیا"۔ نمبر ون نے کہا۔

"تشدد نہیں کیا تو پھر اس نے یہ سب کچھ کیوں بتا دیا"۔ ڈاکٹر راشیل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کی ناک کو حملہ آور نے چٹکی سے اس انداز میں مسلا کہ وہ سب کچھ بتانے پر مجبور ہو گیا۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ آور کوئی پیشہ ور سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس قسم کے حربے ایسے ہی لوگ استعمال کرتے ہیں"۔ نمبر ون نے جواب دیا۔

"پیشہ ور سیکرٹ ایجنٹ مگر ان کا مجھ سے مطلب"۔ ڈاکٹر راشیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب تو تم بتاؤ گے کہ آخر پیشہ ور سیکرٹ ایجنٹ تمہیں کیوں تلاش کر رہے ہیں۔ یہ بھی بتا دوں کہ اسی رات ڈاکٹر بیلٹ کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کی پوری کوٹھی ہینڈ گرنیڈ سے تباہ کر دی گئی ہے اور تم جانتے ہو کہ ڈاکٹر بیلٹ اسی لیبارٹری میں کام کرتا

ہے"۔ نمبر ون نے سخت لہجے میں کہا اور ڈاکٹر راشیل نے سوچا کہ اب وقت آگیا ہے کہ کیلنڈر کلر کے متعلق سب کچھ بتا دیا جائے کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی شخصیت مشکوک ہو چکی ہے۔ اگر اس نے نہ بتایا تو وہ سب کچھ معلوم کر ہی لیں گے۔

"نمبر ون جہاں تک میرا خیال ہے یہ حملہ آور کیلنڈر کلر کے آدمی ہوں گے"۔ ڈاکٹر راشیل نے جواب دیا۔

"کیلنڈر کلر۔ یہ کیا بلا ہے"۔ نمبر ون نے چونک کر پوچھا اور پھر ڈاکٹر راشیل نے اسے گروپ اور پھر کیلنڈر کلر کے متعلق سب کچھ نمبر ون کو تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ تو یہ چکر ہے"۔ نمبر ون نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں نمبر ون۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں یہی بات ہے"۔ ڈاکٹر راشیل نے جواب دیا۔

"شکریہ ڈاکٹر آپ نے اچھا کیا کہ سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔ اب ہم خود ہی کیلنڈر کلر سے نپٹ لیں گے۔ آپ مطمئن رہیں"۔ نمبر ون نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور ڈاکٹر راشیل نے بے اختیار اطمینان کا سانس لیا۔ اس کے سر سے ایک بلا ٹل گئی تھی۔

"شکریہ نمبر ون مجھے یقین ہے کہ کیلنڈر کلر کا ہاتھ اس لیبارٹری تک نہیں پہنچ سکتا"۔ ڈاکٹر راشیل نے کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔ نمبر ون نے پراعتماد لہجے میں کہا اور پھر ہاتھ کے اشارے سے ڈاکٹر راشیل کو جانے کی اجازت دے دی۔

ڈاکٹر راشیل اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔ اسے یقین تھا کہ اب کیلنڈر کلر نہیں بچ سکتی۔ ہوشارو کے ہاتھ بے حد لمبے تھے۔ وہ کیلنڈر کلر کو زمین کی تہہ سے بھی کھود نکالے گی۔

باس اور مارٹن گلی میں دوڑتے ہوئے جلد ہی ایک بڑی سڑک پر آ گئے۔ انہوں نے اس دوران چہروں پر پہنے ہوئے نقاب اتار کر جیبوں میں رکھ لئے تھے۔ سڑک پر پہنچتے ہی خوش قسمتی سے انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"رالف ہوٹل"۔ باس نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا اور مارٹن کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

تقریباً پندرہ منٹ کے سفر کے بعد ٹیکسی رالف ہوٹل کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ ٹیکسی رکتے ہی وہ دونوں اترے اور پھر باس کے اشارے پر مارٹن نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور وہ اس وقت تک وہیں رکے رہے جب تک ٹیکسی آگے بڑھ کر دوسری کاروں کے ہجوم میں نہ شامل ہو گئی۔

"آؤ"۔ باس نے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے دائیں طرف چل پڑا۔

رالف ہوٹل کی عمارت کے اختتام پر ایک گلی تھی۔ وہ دونوں اس گلی میں گھومے اور پھر ایک عمارت کے دروازے پر رک گئے۔ باس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں دروازے پر تین بار دستک دی۔ تیسری دستک پر دروازہ کھل گیا اور ایک نوجوان نے باہر جھانکا۔ باس کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ باس اور مارٹن اندر داخل ہو گئے۔ جلد ہی وہ دونوں ایک کمرے میں پہنچ گئے جہاں میز اور چند کرسیاں پڑی تھیں۔

"مارٹن الماری سے ڈیفنس لیبارٹری نمبر دو کی فائل نکالو"۔ باس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور مارٹن کمرے میں موجود آہنی الماری کی طرف مڑ گیا۔ الماری کھول کر اس نے ایک فائل نکالی اور لا کر باس کے سامنے رکھ دی۔

"نمبر ٹو، تھری، فور کو کال کر کے کہہ دو کہ مزید چیکنگ بند کر دیں۔ نومبر کا پتہ چل گیا ہے۔ مزید ہدایات میں انہیں خود دوں گا"۔ باس نے فائل کھولتے ہوئے مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا اور مارٹن سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

باس نے فائل کھولی اور پھر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر تک فائل کے مطالعے میں مصروف رہا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا اور آنکھوں میں الجھنیں تیر رہی تھیں۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر فائل بند کر دی۔

"بہت سخت انتظامات ہیں اس لیبارٹری کے"۔ باس نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا اور سخت لہجے میں کہنے لگا۔

"مارٹن نمبر ٹو، تھری، فور کو فوراً بلاؤ۔ ایمرجنسی میٹنگ اور دیکھو تم نے اس دوران بلڈنگ کی نگرانی کرنی ہے"۔

"اوکے باس"۔ مارٹن کی آواز سنائی دی اور باس نے رسیور رکھ دیا اور دوبارہ فائل کھول کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد کمرے میں زوں زوں کی آوازیں ابھریں۔ باس نے چونک کر کمرے کے دروازے کی طرف دیکھا تو دروازے کے اوپر لگا ہوا سرخ بلب جل بجھ رہا تھا۔ باس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی بلب بجھ گیا اور پھر خود بخود دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے سے تین نوجوان اندر داخل ہوئے۔ ان تینوں نے چہروں پر نقاب پہنے ہوئے تھے۔ ان کے اندر آنے پر دروازہ ان کی پشت پر خود بخود بند ہو گیا اور ان تینوں نے نقاب اتار کر جیبوں میں ڈال لئے۔

"آؤ بیٹھو"۔ باس نے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ خاموشی سے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"نومبر کا میں نے پتہ چلا لیا ہے۔ وہ ڈیفنس لیبارٹری نمبر دو میں ریسرچ سکالر ہے"۔ باس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس مارٹن نے ہمیں اطلاع دے دی تھی"۔ کونے میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب مسئلہ ہے اس کے خاتمے کا۔ فائل کے مطالعے سے مجھے

معلوم ہوا ہے کہ ڈیفنس لیبارٹری نمبر دو زیر زمین ہے۔اس کے ا
فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی ورکشاپ ہے۔اس کی حفاظت کے انتہا
سخت انتظامات کئے گئے ہیں"۔ باس نے کہا اور پھر فائل کو نمبر ٹو
طرف کھسکا دیا۔ نمبر ٹو نے سرسری نظر فائل پر ڈالی اور پھر اسے ن
تھری کی طرف کھسکا دیا۔ نمبر تھری چند لمحے غور سے اسے پڑھتا رہا ا
اسے نمبر فور کی طرف بڑھا دیا۔ نمبر فور نے بھی اسے دیکھنے میں چ
لمحے لگائے اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل واپس باس کی
طرف کھسکا دی۔

"کیا خیال ہے اب مشن مکمل کرنے کے لئے کیا کیا جائے"۔ باس نے فائل اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"ہمیں کوئی واضح منصوبہ تیار کرنا چاہئے باس۔اگر ہماری طرف سے ذرا سی بھی چوک ہو گئی تو پھر خوفناک ہوشارو ہمارے پیچھے جائے گی اور حالات سنگین ہو جائیں گے"۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"تمہاری باتوں سے بزدلی کی بو آرہی ہے نمبر ٹو۔ مجھے ایسی باتیں ہرگز پسند نہیں ہیں۔ ہمیں ہر حال میں اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ مشن ہمارے لئے مقدس حیثیت رکھتا ہے۔اس سلسلے میں اگر ہماری جانیں بھی چلی جائیں تو ہمیں ذرا برابر بھی پرواہ نہیں کرنی چاہئے"۔ باس نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا باس۔ مقدس مشن کے لئے ہم نے ا
جانوں کی کبھی پرواہ نہیں کی۔جنوری سے لے کر اکتوبر تک کی مو

کے سلسلے میں آپ نے ہماری کارکردگی دیکھی ہی ہے۔میرا مطلب یہ تھا کہ ہمیں وار اتنا بھرپور کرنا چاہئے کہ دوسرے وار کی نوبت ہی نہ آئے"۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ جہاں تک میرا خیال ہے ہم اگر لیبارٹری پر براہ راست حملہ کریں تو اس طرح نومبر کی موت بے حد مشکل ہے۔اس لئے بہتر یہی ہے کہ کسی طرح نومبر کو لیبارٹری سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا جائے۔ پھر وہ ہمارا آسان شکار ہوگا"۔ باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دوسری صورت یہ بھی ہے کہ اسے اغوا کر لیا جائے"۔ نمبر فور نے کہا۔

"ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے"۔ باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ پھر چند لمحوں تک کمرے میں خاموشی رہی۔سب کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔

"اس سلسلے میں میرے ذہن میں ایک منصوبہ آیا ہے"۔ اچانک نمبر تھری نے کہا۔

"ہاں کہو"۔ باس نے چونک کر کہا۔اور نمبر تھری نے اپنا منصوبہ بیان کرنا شروع کر دیا اور سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔

"اوکے اچھا منصوبہ ہے۔اس کی تفصیلات طے کر لی جائیں تاکہ کل سے اس پر باقاعدہ کام شروع ہو جائے"۔ باس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ سب تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

صفدر کار سے اترتے ہی تیزی سے واپس مڑا اور پھر وہ موڑ مڑ کر اس جگہ پر آگیا جہاں چوکیدار کو اتارا گیا تھا۔ چند لمحے وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر اسے دور سڑک پر چوکیدار کے پہنے ہوئے مخصوص کوٹ کی جھلک نظر آ گئی۔ صفدر تیزی سے اس کے تعاقب میں چل پڑا۔ چوکیدار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد مین مارکیٹ میں آگیا۔ اس نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے صفدر اطمینان سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ مین مارکیٹ کے آخری سرے پر ایک پبلک فون تھا۔ چوکیدار بوتھ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ صفدر اس وقت قریب ہی تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے قدم بڑھائے اور پھر ا بوتھ کے کونے سے کندھا لگا کر کھڑا ہو گیا۔ وہاں سے چوکیدار تو اسے نہیں دیکھ سکتا تھا مگر صفدر کو وہ صاف نظر آرہا تھا۔ پھر صفدر نے اسے نمبر ڈائل کرتے دیکھا اور وہ نمبر یاد کرتا چلا گیا۔ بوتھ کا دروازہ ذرا

کھلا تھا اس لئے اندر سے آواز سنائی دے رہی تھی۔ پھر صفدر نے چوکیدار کی ڈاکٹر راشیل سے تمام بات چیت پوری طرح سن لی۔ ابھی چوکیدار فارغ نہیں ہوا تھا کہ اچانک صفدر کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجا دیا۔ وہ چونک پڑا۔ بوتھ کے ساتھ ہی کتابوں اور اخباروں کا سٹال تھا۔ صفدر نے لاشعوری طور پر اس کی طرف قدم بڑھائے اور پھر ایک اخبار اٹھا کر دیکھنے لگا اور پھر اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ اس سے پہلے کہ چوکیدار بوتھ سے باہر نکلتا۔ سیاہ رنگ کی تین کاریں انتہائی تیز رفتاری سے بوتھ کے قریب آکر رکیں اور پھر ان میں سے مسلح افراد باہر آگئے۔ انہوں نے باقاعدہ نیلے رنگ کی یونیفارم پہن رکھی تھی۔

"اوہ ہوشیارو، مگر یہاں کیا ہوا ہے"۔ سٹال کے مالک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔

کاروں سے نکلنے والے مسلح افراد نے بوتھ کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور دوسرے لمحے انہوں نے چوکیدار کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹ لیا اور پھر چیختے چلاتے چوکیدار کو انہوں نے اٹھا کر ایک کار میں پھینکا اور چند لمحوں بعد کاریں تیز رفتاری سے چلتی ہوئی صفدر کی نظروں سے غائب ہو گئیں۔

"شکر ہے معاملہ ایک ہی آدمی کی گرفتاری تک محدود رہا"۔ سٹال کے مالک نے اطمینان کا سانس لیا۔

"مگر یہ لوگ کون ہیں۔ انہوں نے بڑی بے دردی سے اس آدمی

کو گھسیٹتا ہے"۔ صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"آپ شاید یہاں اجنبی ہیں"۔ سٹال کے مالک نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں میں راجیشیا کا رہنے والا ہوں"۔ صفدر نے جان بوجھ کر راجیشیا کا نام لیا تھا کیونکہ زاریہ اور راجیشیا کے تعلقات بے حد اچھے تھے۔

"یہ یہاں کی انٹیلی جنس بوشارو کے آدمی تھے۔ خوفناک بوشارو جو انتہائی طاقتور ہے اور جس کے اختیارات لامحدود ہیں"۔ سٹال کے مالک نے رسالوں کی ترتیب درست کرتے ہوئے دبے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے"۔ صفدر نے جوب دیا اور پھر اخبار کی قیمت ادا کر کے وہ آگے چل پڑا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ بال بال بچا ہے اگر وہ وہیں بوتھ کے ساتھ لگا رہتا تو یقیناً بوشارو مشکوک ہو جاتی اور پھر وہ یقیناً ان کے پنجے میں پھنس جاتا۔ بوشارو کے متعلق اس نے بے شمار کہانیاں سنیں تھیں۔ یہ لوگ بے حد سفاک اور ظالم واقع ہوتے تھے اپنا مطلب نکالنے کے لئے یہ ہر حد سے گزر جاتے تھے۔ بہر حال اس کا کام پورا ہو گیا تھا۔ اسے وہ نمبر معلوم ہو گیا تھا جس پر چوکیدار نے بات کی تھی۔ اس لئے وہ واپس اس ہوٹل کی طرف چل پڑا جہاں عمران اور وہ رہائش پذیر تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمران کے کمرے میں موجود تھا۔ کیپٹن شکیل

پہلے سے ہی وہاں بیٹھا ہوا تھا اور صفدر نے تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

"ہوں تو اس کا مطلب ہے بات بوشارو تک پہنچ گئی اور اب ڈاکٹر راشیل کی بھی شامت آجائے گی۔ اسے کیلنڈرکر کے متعلق سب کچھ بوشارو کو بتانا پڑے اور پھر جہاں ڈاکٹر راشیل کی حفاظت کے انتظامات سخت ہو جائیں گے وہاں بوشارو بھی کیلنڈرکر کے پیچھے لگ جائے گی"۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں تو یہ اچھا ہوا ہے۔ بوشارو کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں وہ جلد ہی کیلنڈرکر کو ڈھونڈھ نکالیں گے اور پھر اس کا خاتمہ یقینی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس کی دوسری صورت بھی ہے کہ کیلنڈرکر بوشارو کی وجہ سے گھبرا کر نومبر کو قتل کرنے کی بجائے دسمبر کا خاتمہ کرنے کا پہلے فیصلہ کر لے۔ اس طرح اسے دو فائدے ہوں گے۔ بوشارو وقت گزرنے کے ساتھ مطمئن ہو جائے گی اور ڈاکٹر راشیل بھی۔ کیلنڈرکر بعد میں ڈاکٹر راشیل کو آسانی سے شکار بنا لے گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہاں اس بات کا خدشہ تو موجود ہے"۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ کیلنڈرکر کو اپنے ملک میں پہنچنے سے پہلے ہی دبوچ لوں"۔ عمران نے کہا۔

"مگر اس کی کیا صورت ہو گی۔ کیلنڈرکر کے متعلق ابھی تک

کوئی کلیو ہی نہیں مل سکا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس کی ایک ہی صورت ہے کہ کسی طرح ہم ڈاکٹر راشیل کی جگہ لے لیں۔ مجھے یقین ہے کیلنڈر کلر ڈاکٹر راشیل پر لیبارٹری کے اندر ہاتھ نہیں ڈالے گا بلکہ وہ اسے اغوا کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم کیلنڈر کلر کا کلیو لگا سکتے ہیں"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے انہیں وہیں بیٹھنے کے لئے کہا اور خود اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ واپس لوٹا۔ اس نے جیب سے تین فوٹو نکال کر میز پر رکھ دیئے۔

"یہ تینوں لیبارٹری میں ڈیفنس ریسرچ سکالر ہیں۔ ہمیں ان کا میک اپ کرنا ہوگا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر عمران صاحب آپ کو ان کے متعلق کیسے معلوم ہو گیا اور فوٹو بھی"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب تمہارے چوہے باس کے کارنامے ہیں۔ اس نے یہاں بھی ایک گروپ قائم کر رکھا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ان دونوں کے حلق سے طویل سانس نکل گئی۔

پھر عمران نے خود ان دونوں کا اور پھر اپنا میک اپ کیا اور پھر ان کے متعلق تمام تفصیلات بتانے لگا۔

"ہمیں کل صبح لیبارٹری میں داخل ہونا ہے سمجھے اور سنو کسی ہنگامی صورتحال میں سینٹر سپاٹ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بیس جائے پناہ ہوگی۔ کوڈ ایکسٹو ہی ہو"۔ عمران نے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیئے۔

لیبارٹری کے سکیورٹی روم میں اس وقت تین افراد موجود تھے۔ ایک کرسی پر لیبارٹری کا سکیورٹی چیف نمبرون بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے سامنے بوشارو کے دو اعلیٰ حکام موجود تھے۔ نمبرون کا تعلق بھی بنیادی طور پر بوشارو سے ہی تھا مگر چونکہ وہ عہدے میں ان دونوں سے بڑا تھا اس لئے اس وقت اسی کی سربراہی میں یہ اجلاس جاری تھی۔

"ہمیں ہر قیمت پر کیلنڈر کلر کو گرفتار کرنا پڑے گا"۔ نمبرون نے میز پر زور سے مکے مارتے ہوئے کہا۔

"دیکھو نمبرون تم اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہو کہ کیلنڈر کلر فی الحال ایک نام ہے۔ جب تک وہ کھل کر سامنے نہ آئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمیں اسے سامنے لانے کے لئے جال بچھانا پڑے گا"۔ ایک طرف بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر مگر قوی ہیکل شخص نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے مگر اس کے لئے تمہارے پاس کوئی تجویز ہے"۔ نمبرون نے قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں تجویز تو ہمیں سوچنی ہے اور اسی لئے ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں"۔ اسی نے جواب دیا۔

"میرے ذہن میں ایک منصوبہ آیا ہے"۔ اب تک خاموش بیٹھے ہوئے تیسرے شخص نے کہا۔

"وہ کیا ڈیلینگر"۔ ان دونوں نے چونک کر کہا۔

"ہمیں مچھلی کو کانٹے میں پھنسانے کے لئے چارہ ڈالنا پڑے گا۔ میرے خیال میں ڈاکٹر راشیل سے بڑھ کر اچھا چارہ اور کوئی نہیں ہو سکتا"۔ ڈیلینگر نے جواب دیا۔

"نہیں میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ ڈاکٹر راشیل اس وقت ایک اہم ترین فارمولے پر کام کر رہا ہے اور میں ایسے موقع پر اسے ضائع کرنے کا ایک فیصد رسک بھی نہیں لے سکتا"۔ نمبرون نے جواب دیا۔

"تو اس کی ایک صورت اور بھی ہے"۔ دوسرے شخص نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل اٹھے تھے۔

"وہ کیا"۔ نمبرون نے کہا۔

"ہم کسی اور شخص کو ڈاکٹر راشیل کا میک اپ کر کے لیبارٹری سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اس طرح کیلنڈر کلر بھی سامنے آجائے گا اور ڈاکٹر راشیل بھی خطرے میں نہیں پڑے گا"۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

"میرے خیال میں اس کے لئے بوشارو کا ایجنٹ نمبر تھری زیرو تھری بہت مناسب رہے گا۔ وہ قدوقامت اور عمر میں ڈاکٹر راشیل سے ملتا جلتا ہے اور پھر وہ آسانی سے مار کھانے والا بھی نہیں"۔ نمبرون نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھا انتخاب ہے نمبرون، میں اس کی تائید کرتا ہوں"۔ دوسرے نے جواب دیا اور ڈیلینگر نے بھی اس کی تائید میں سر ہلا دیا مگر ڈیلینگر کے چہرے سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے منصوبہ کچھ زیادہ پسند نہیں آیا۔

"تو ٹھیک ہے بات طے ہو گئی۔ تم تھری زیرو تھری کو فوری طور پر کال کرو میں خود اپنی نگرانی میں اس کا میک اپ کراؤں گا اور پھر وہ ایک رات ڈاکٹر راشیل کے ساتھ گزارے گا تاکہ اچھی طرح اس کی حرکات و سکنات اور انداز گفتگو سے واقف ہو جائے۔ پھر صبح ہم اسے بیمار ظاہر کر کے جنرل ہسپتال داخل کر دیں گے"۔ نمبرون نے کہا۔

"وہ کیوں"۔ ان دونوں نے چونک کر کہا۔

"اس طرح ہم باآسانی کیلنڈر کلر کو چیک کر سکتے ہیں کیونکہ اس کی سرگرمیاں محدود ہو جائیں گی"۔ نمبرون نے کہا۔

"لیکن اگر اسے ڈاکٹر راشیل کے ہسپتال میں داخل ہونے کا علم نہ ہوا تو"۔ دوسرے شخص نے کہا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے جو لوگ کسی مشن کے لئے چلتے ہیں وہ ہر لحظہ کی خبر رکھتے ہیں"۔ نمبرون نے ناگوار لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے"۔ دوسرے نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا لیا۔ رسیور اٹھا کر اس نے آپریٹر کو اپنی شناخت کرائی اور پھر بوشارو ہیڈ کوارٹر بات کرانے کا حکم دیا۔ چند ہی لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"باشام سپیکنگ۔ تھری زیرو تھری کو فوراً کال کر کے ڈیفنس لیبارٹری نمبر دو کے مین گیٹ پر بھیج دو۔ یہاں کوڈ گولڈن فش ہوگا"۔ باشام نے رابطہ قائم ہوتے ہی سخت لہجے میں احکامات دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے باس"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور باشام نے رسیور رکھ دیا۔

"نمبرون گیٹ پر ہدایات دے دو کوڈ گولڈ فش"۔ باشام نے نمبرون سے مخاطب ہو کر کہا اور نمبرون نے سر ہلاتے ہوئے رسیور اپنی طرف کھسکایا اور پھر وہ تھری زیرو تھری کی آمد کے بارے میں ہدایات دینے لگا۔ جب اس نے رسیور رکھا تو ڈیلینگر نے کہا۔

"اب ہمیں ڈاکٹر راشیل کی نگرانی کی تفصیلات طے کر لینی چاہئیں۔ میں چاہتا ہوں اس سلسلے میں کوئی جھول نہ رہے۔ اس کی نگرانی کا انچارج میں رہوں گا"۔ اور پھر وہ تینوں تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

سورج ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ لیبارٹری کی طرف جانے والی سڑک پر کاروں اور ویگنوں کی ایک طویل قطار نظر آنے لگی۔ لیبارٹری میں کام کرنے والے اپنی اپنی ڈیوٹی پر جا رہے تھے۔ انہی میں ایک دوسرے کے پیچھے چار کاریں بھی رینگتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ سب سے آگے والی کار میں کیلنڈر کلر سوار تھا۔ اس کے پیچھے نمبر ٹو اور اسی طرح نمبر تھری اور نمبر فور تھے۔ انہوں نے رات کو چار سائنسدانوں کو منتخب کر لیا تھا اور وہ سائنسدان اگلی دنیا میں پہنچ چکے تھے۔ جبکہ وہ ان کے روپ میں لیبارٹری کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے سائنسدانوں پر بے پناہ تشدد کر کے ان سے لیبارٹری کے متعلق اور خود ان کے متعلق سب کچھ اگلوا لیا تھا۔ اس لئے وہ بے حد مطمئن تھے انہوں نے زولم میک اپ کیا تھا۔ یہ ایک جدید ترین میک اپ تھا جس کے متعلق اس کے ملک کا دعویٰ تھا کہ انسان تو انسان کمپیوٹر

بھی اسے چیک نہیں کر سکتے۔ جلد ہی کیلنڈر کلر کی کار مین گیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ سیکورٹی کے افراد نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشینوں سے ایک لمحے میں اس کی کار کو چیک کیا اور پھر سیکورٹی والوں نے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور کیلنڈر کلر نے کار اس بند راہداری میں بڑھا دی جس میں چیکنگ کمپیوٹر لگے ہوئے تھے۔ کار آہستہ آہستہ راہداری کراس کرتی چلی گئی اور راہداری میں دونوں طرف سبز رنگ کے بلب جلتے گئے۔ راہداری کے اختتام پر سڑک نیچے جا رہی تھی جیسے کسی تہہ خانے میں اترتی جا رہی ہو۔ یہاں گھپ اندھیرا تھا۔ کیلنڈر کلر کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا پھر اس سرنگ کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔ کیلنڈر کلر کار دروازے کے اندر لیتا چلا گیا۔ یہاں ایک طرف وسیع و عریض پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ اس نے کار آگے جانے والی کار کی سائیڈ میں کھڑی کی اور پھر اتر کر اس طرف بڑھ گیا جدھر آگے جانے والے جا رہے تھے۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر دیکھا۔ اس کے تینوں ساتھی بھی اس کے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ وہ چیکنگ کمپیوٹروں کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ ایک چھوٹی سی گاڑی کے سامنے پہنچ گئے۔ اس میں چار افراد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔ یہ کیبل کار تھی جو کیبلوں کے ذریعے نجانے کہاں تک جاتی تھی۔ جب کیلنڈر کلر وہاں پہنچا تو کار میں چار افراد سوار ہو چکے تھے۔ اس کے سامنے ہی اس کا دروازہ بند ہوا اور کار آگے بڑھ گئی۔ وہیں ایک

سیکورٹی گارڈ موجود تھا۔ کار کے آگے بڑھتے ہی اس نے دیوار میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو ایک اور کیبل کار وہاں آگئی۔

"بیٹھیے"۔ سیکورٹی گارڈ نے کیلنڈر کر سے کہا اور کیلنڈر کر سر ہلاتا ہوا کار میں سوار ہو گیا۔ پھر اس کے تینوں ساتھی بھی کار میں سوار ہو گئے اور سیکورٹی گارڈ نے کار کا دروازہ بند کیا اور کار تیزی سے کیپسول پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ کار چاروں طرف سے بالکل بند تھی۔ اس لئے انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور ان کے ارد گرد کیا ہے۔ وہ چاروں خاموش بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ کیبل کار میں کوئی ایسا چیکنگ سسٹم موجود نہ ہو جو ان کی آوازیں چیک کرے۔

تقریباً پانچ منٹ تک کار دوڑتی رہی پھر اچانک وہ ایک جھٹکے سے رک گئی۔ کار کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اب وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھے جو فولاد کا بنا ہوا تھا اور چاروں طرف سے بند تھا۔ وہ چاروں اس کمرے میں داخل ہو گئے اور پھر کمرہ کسی لفٹ کی طرح انہیں نیچے لے جاتا گیا۔ کافی گہرائی میں جا کر وہ کمرہ رکا اور پھر اس کا دروازہ کھلا گیا۔ اب وہ ایک بڑے ہال میں تھے جہاں بیس کے قریب سیکورٹی گارڈ ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے کھڑے تھے۔ جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوئے۔ سیکورٹی گارڈ مشینوں کی طرح حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے وہ چاروں طرف سے مشین گنوں کی زد میں آگئے مگر وہ اس لئے خاموش رہے کہ شاید یہ بھی ان کی چیکنگ کا کوئی

طریقہ ہو۔

"خاموشی سے اس طرف چلے آؤ"۔ ایک گارڈ نے سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے ایک دروازے میں داخل ہوا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی وہاں سے گزر کر وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ گیا جس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ ایک سیکورٹی گارڈ نے آگے بڑھ کر دروازہ کی دائیں سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبایا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے اچانک سیکورٹی گارڈوں نے پوری قوت سے ان چاروں کو دھکا دیا اور وہ منہ کے بل اچھل کر دروازے کے اندر جا گرے۔ دوسرے لمحے ان کی نیچے جاتی ہوئی چیخوں سے وہ کمرہ گونج اٹھا۔ وہ چاروں سر کے بل نیچے گہرائی میں گرتے چلے جا رہے تھے کیونکہ اس کمرے کا فرش نہیں تھا اور وہ کسی کنوئیں کی مانند تھا۔ وہ زبردست دھماکے سے نیچے فرش پر گرے اور پھر ان کے ذہن ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔ وہ چاروں فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بج رہی تھی۔ نمبرون نے جو ا
فائل کے مطالعے میں مصروف تھا چونک کر رسیور اٹھالیا۔

"یس نمبرون"۔اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس میں ٹام بول رہا ہوں۔آج سات غلط افراد لیبارٹری
داخل ہوتے ہوئے پکڑے گئے ہیں"۔دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سات افراد"۔نمبرون بری طرح چونک پڑا۔

"یس باس وہ چیکنگ پوائنٹ سے نکل کر آئے تھے مگر
کاروں میں چیک کر لیئے گئے۔وہ ساتوں نہ صرف میک اپ میں
بلکہ ساتوں کے ساتوں سیکشن تھری کے آدمیوں کے میک اپ
ہیں"۔ٹام نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ،اس وقت وہ کہاں ہیں"۔نمبرون نے پوچھا۔

"زیرو ہال میں موجود ہیں"۔ٹام نے جواب دیا۔

"اوکے ان کی اچھی طرح نگرانی کرو۔میں خود آرہا ہوں"۔نمبرون نے کہا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے رسیور واپس کریڈل پر پھینکا اور فائل بند کر کے دراز میں ڈالی اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل آیا۔

"کار"۔اس نے دروازے کے باہر کھڑے ہوئے سیکورٹی گارڈ سے چیخ کر کہا اور گارڈ بوکھلا کر باہر کی طرف بھاگ پڑا۔چند لمحوں بعد ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی کار برآمدے کے سامنے آگئی اور ڈرائیور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔نمبرون نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ایک طرف ہٹایا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار کمان سے نکلنے والے تیر کی طرح آگے بڑھی اور لیبارٹری کی طرف جانے والی ایک چھوٹی سی سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔ نمبرون کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔یہ شاید لیبارٹری کی پوری تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ ایک نہیں دو نہیں سات جعلی افراد بیک وقت پکڑے گئے تھے۔وہ سوچ رہا تھا کہ یقیناً یہ کیلنڈر کلر گروپ کے افراد ہوں گے اور ڈاکٹر راشیل کے لئے لیبارٹری میں داخل ہوئے ہوں گے

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک گولی سفیڈر نما عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔یہاں دروازے پر دو سیکورٹی گارڈ موجود تھے انہوں نے نمبرون کو دیکھتے ہی پھرتی سے دروازہ کھول دیا اور نمبرون تقریباً بھاگتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔پھر چھوٹی چھوٹی مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا وہ ایک دروازے پر جا کر رک گیا۔اس دروازے پر بھی مسلح سیکورٹی

گارڈ موجود تھے یہ زیرو ہال تھا۔ جس میں اس وقت وہ ساتوں افراد
تھے۔ اس کے وہاں پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ اندر داخل
گیا۔

زیرو ہال ایک کافی وسیع ہال تھا جس کے اندر دیواروں کے
مختلف قسم کی مشینیں فٹ تھیں۔ سفید کوٹوں میں ملبوس دس اف
وہاں گھوم رہے تھے۔ دیواروں کے ساتھ مسلح سیکورٹی گارڈ بھی موج
تھے۔ ہال کے درمیان میں سات سٹریچر موجود تھے جن پر سات اف
چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے اس بری طرح کسے ہوئے تھے کہ ان
لئے حرکت کرنا بھی ناممکن تھا۔

جیسے ہی نمبرون اندر داخل ہوا دروازے کے قریب کھڑا ہوا ایک
سیکورٹی گارڈ جس کے سینے پر دو سنہری لکیریں موجود تھیں آگے بڑھا۔

"کیا ان سب کی مائیکروچیکنگ کر لی گئی ہے"۔ نمبرون نے
ساتوں پر سرسری نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

"یس باس یہ ساتوں غلط آدمی ہیں اور ساتوں کے ساتوں
غیر ملکی ہیں مگر ان میں سے تین ایشیائی باشندے ہیں جب کہ چ
تعلق یورپ سے ہے"۔ ٹام نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"دو گروپ مگر انہیں تو ایک ہونا چاہئے"۔ نمبرون نے حیرت
لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں باس"۔ ٹام نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم سمجھ نہیں سکتے"۔ نمبرون نے کہا اور پھر وہ ایک سٹر

طرف بڑھ گیا۔ سٹریچر پر بندھا ہوا نوجوان بڑے معصوم انداز میں
آنکھیں جھپکا رہا تھا۔ اس وقت وہ اپنے اصل چہرے میں تھا۔ جدید
ترین مشینوں کے ذریعے ان کے چہروں سے میک اپ کھرچ لیا گیا
تھا۔ یہ نوجوان ایشیائی تھا۔

"ہیلو"۔ نمبرون نے قریب جا کر نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"معاف کیجئے قطعاً نہیں ہل سکتا۔ صرف ایک صورت ہے کہ
یہاں زلزلہ آ جائے اور میں ہلنا شروع ہو جاؤں"۔ نوجوان نے بڑے
معصوم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیلنڈر کر کے آدمی ہو"۔ نمبرون نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہائے اس ظالم کا نام نہ لینا وہ ہرجائی ہے، بے وفا ہے۔ نجانے
اس نے کتنے وعدے کئے مگر ایک بھی وفا نہ ہو سکا۔ کہتا تھا میں تمہیں
ایک خوبصورت کیلنڈر لا کر دوں گا ایسا کیلنڈر جس پر ہی، ہی، ہی
خوبصورت فل فلوٹیوں کی تصویریں ہوں گی مگر وہ وعدہ ہی کیا جو وفا
ہو سکے"۔ نوجوان کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

نمبرون چند لمحے غور سے اسے دیکھتا رہا پھر ایک طویل سانس لے
کر وہ ایک ایسے سٹریچر کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک یورپین جکڑا ہوا
تھا۔ اس کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے وہ دشمن کی قید میں نہ ہو
بلکہ کسی ترکی حمام میں غسل کرنے کے لئے لیٹا ہوا ہو۔

"دیکھو مسٹر تمہاری بچت صرف اسی بات میں ہے کہ مجھے سب کچھ
سچ سچ بتا دو"۔ نمبرون نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"کیا بتا دوں میرے پاس بتانے کے لئے کچھ بھی نہیں"۔ سپاٹ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"واقعی تمہارے پاس بتانے کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔ تم نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے کہ ڈاکٹر راشیل کے پیچھے لیبارٹری میں گھستے چلے آئے۔ اس لیبارٹری میں انسان تو انسان غلط مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی"۔ نمبرون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید طنز تھا۔

"ڈاکٹر راشیل، وہ کون ہے"۔ یورپین نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے ایسا ہی ہونا چاہئے"۔ نمبرون نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اس کا ہائیڈرو تھرابی ٹیسٹ لے کر ان سے اصل بات اگلوائی جائے"۔ نمبرون نے اچانک ثام سے مخاطب ہو کر کہا اور ثام نے ایک سفید کوٹ والے کو اشارہ کیا۔ وہ پہلے ہی ہاتھ میں سرنج پکڑے کھڑا ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر کیلنڈر کر کے بازو میں انجکشن لگا دیا۔ اس کے بعد اس نے کونے میں کھڑی ہوئی ایک مشین کو کھینچا اور اس کے ساتھ لٹکے ہوئے گیس ماسک قسم کے کنٹوپ کو کیلنڈر کر کے منہ پر چڑھا دیا اور پھر مشین کا بٹن آن کر دیا۔ مشین کے اوپر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ نمبرون آگے بڑھا اور پھر اس نے مشین کا ایک بٹن دبایا اور پھر کہنے لگے۔

"کیا تم کیلنڈر کر کو جانتے ہو"۔ اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی مشین کی سکرین پر آڑی ترچھی لائنیں پڑنے لگیں اور پھر مشین میں سے آواز نکلی۔

"میں خود کیلنڈر کر ہوں"۔ یہ آواز کیلنڈر کر کی تھی۔

"اور یہ باقی تمہارے ساتھی ہیں"۔ نمبرون نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں میرے ساتھی تین ہیں"۔ کیلنڈر کر نے جواب دیا۔

"یہ ایشیائی باشندے کون ہیں کیا تم انہیں جانتے ہو"۔ نمبرون نے کہا۔

"نہیں میں انہیں نہیں جانتا"۔ کیلنڈر کر نے جواب دیا۔

"کیا یہ تمہارے مخالف گروپ سے تعلق رکھتے ہیں"۔ نمبرون نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"۔ کیلنڈر کر کا جواب سنائی دیا۔

"ان تین کے علاوہ تمہارے اور ساتھی کتنے ہیں"۔ نمبرون نے پوچھا۔

"مین آدمی یہی ہیں باقی بے شمار اسسٹنٹ ہیں"۔ کیلنڈر کر نے جواب دیا۔

"تم اس ملک میں کیا مشن لے کر آئے تھے"۔ نمبرون نے سوال کیا۔

"نومبر کو قتل کرنے"۔ کیلنڈر کر نے جواب دیا۔

"نومبر۔ کیا نومبر ڈاکٹر راشیل کا نام ہے"۔ نمبرون نے چونک کر

پوچھا۔

"ہاں"۔ کیلنڈر کلر نے مختصر سا جواب دیا۔

"اگر تم چاروں کو قتل کر دیا جائے تو پھر تمہارے مشن کا کیا ہوگا"۔ نمبرون نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"مشن ختم ہو جائے گا"۔ کیلنڈر کلر نے جواب دیا۔

"کیا تمہاری جگہ اور افراد نہیں لیں گے"۔ نمبرون نے پوچھا۔

"نہیں ہم نے اپنے طور پر یہ گروپ بنایا ہے۔ ہماری حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔ کیلنڈر کلر نے جواب دیا۔

پھر نمبرون نے کوئی اور سوال پوچھنے کی بجائے سفید کوٹ والے کو اشارہ کیا اور اس نے مشین آف کر کے کنٹوپ کیلنڈر کلر کے منہ سے ہٹا لیا۔ کیلنڈر کلر خاموش پڑا پلکیں جھپکا رہا تھا۔ جیسے اسے احساس ہی نہ ہو کہ وہ کیا کہہ گیا ہے۔

"ان چاروں کے سٹینڈ کھڑے کر دو"۔ نمبرون نے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اس کے اشارے پر سفید کوٹ والے نے آگے بڑھ کر ان سب کے سٹریچروں کی سائیڈ پر لگے ہوئے بٹن دبا دیئے۔ بٹن دبتے ہی اسٹریچر افقی حالت میں کھڑے ہو گئے۔ اب وہ چاروں اس پوزیشن میں تھے جیسے ستونوں سے بندھے کھڑے ہوں۔

"انہیں گولیوں سے چھلنی کر دو"۔ نمبرون نے اچانک سخت لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا اچانک کمرہ مشین گنوں کی ریٹ ریٹ سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی ان چاروں

کے حلق سے خوفناک چیخیں نکل گئیں۔ ان کے جسم واقعی چھلنی ہو گئے تھے۔ وہ چاروں چند لمحے تڑپنے کے بعد ٹھنڈے ہو گئے۔

نمبرون نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ہاتھ کے اشارے سے ان کی لاشیں ہٹانے کے لئے کہا۔ سیکورٹی گارڈ نے بڑی پھرتی سے سٹریچر نیچے کئے اور پھر انہیں پہیوں پر دوڑاتے کمرے سے باہر نکل گئے۔ اب کمرے میں عمران، کیپٹن شکیل اور صفدر باقی رہ گئے تھے۔ عمران کے چہرے پر تو ازلی اطمینان بدستور موجود تھا البتہ کیپٹن شکیل اور صفدر کی آنکھوں سے پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم نے لیبارٹری میں داخل ہونے کی حماقت کیوں کی"۔ نمبرون نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم نے کبھی پاکیشیا کے ڈاکٹر اعظم کا نام سنا ہے"۔ اچانک عمران نے کہا۔

"اوہ تو وہ تم تھے جو ڈاکٹر راشیل کی کوٹھی پر حملہ آور ہوئے تھے"۔ نمبرون چونک پڑا۔

"حملہ آور کے لفظ سے مجھے اختلاف ہے۔ ہم نے تو کال بیل بجائی تھی مگر چوکیدار نے صاف جواب دے دیا۔ مجبوراً ہمیں دیوار پر چڑھ کر اندر جانا پڑا"۔ عمران نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"مگر تم تو ایشیائی ہو جبکہ ڈاکٹر اعظم بنیادی طور پر جرمن باشندہ تھا"۔ نمبرون نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے والد ایشیائی ہی تھے"۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب

دیا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا"۔ نمبرون کا لہجہ بدستور الجھا ہوا تھا۔

"ڈاکٹر راشیل کی گواہی لے لو"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ یہ ٹھیک ہے"۔ نمبرون نے جواب دیا اور پھر اس نے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر راشیل کو یہاں لے آؤ فوراً"۔ اور ٹام اس کی بات سنتے ہی تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور پھر ٹام کے ساتھ ڈاکٹر راشیل اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی نمایاں تھی۔

"ڈاکٹر راشیل یہ سامنے بیڈ پر لیٹے ہوئے نوجوان کو تم پہچانتے ہو"۔ نمبرون نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر راشیل نے چند لمحے بغور عمران کو دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلا دیا۔

"ڈاکٹر راشیل تمہاری نظر کمزور ہو گئی ہے کیا کہ اب اپنے پرانے دوست ڈاکٹر اعظم کو بھی نہیں پہچان سکتے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر اعظم"۔ ڈاکٹر راشیل نے چونک کر کہا اور پھر دو قدم آگے بڑھ کر ایک بار پھر عمران کو غور سے دیکھنے لگا۔

"نہیں جناب یہ غلط کہہ رہا ہے۔ یہ ڈاکٹر اعظم نہیں ہے۔ وہ

بوڑھا ہے جبکہ یہ نوجوان ہے اور ایشیائی ہے جبکہ وہ جرمن نژاد ہے"۔ ڈاکٹر راشیل نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں مجھے اس کی عمر کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ تم درست کہہ رہے ہو"۔ نمبرون نے سرد لہجے میں کہا اور پھر ڈاکٹر راشیل کو واپس جانے کا اشارہ کر دیا۔ ڈاکٹر راشیل خاموشی سے مڑ کر کمرے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔ بہرحال تم نے لیبارٹری میں غلط طور پر داخلے کا جرم کیا ہے اور اس جرم کی سزا موت ہے۔ اس لئے میں زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا"۔ نمبرون نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"زیادہ نہ سہی تھوڑا سا وقت ضرور ضائع کر لیجئے۔ میری ایک بات سن لیجئے۔ آپ کی لیبارٹری کے فائدے کی بات ہے۔ بعد میں بے شک گولی مار دینا"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے ہمیں بتاؤ"۔ نمبرون نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈرتے کیوں ہو میں تو بندھا ہوا ہوں تمہارا کیا بگاڑ لوں گا"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور نمبرون کو اس کی بات سن کر شاید غصہ آ گیا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمران کے قریب آیا اور غیر اختیاری طور پر جھک کر کہنے لگا۔

"کیا بات ہے"۔ مگر ابھی اس کا فقرہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ اچانک جیسے کمرے میں بجلی سی چمک گئی۔ دوسرے لمحے نمبرون کی گردن عمران کے بازوؤں میں جکڑی ہوئی تھی اور عمران سٹریچر سمیت

سیدھا کھڑا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ نمبرون کی گردن میں تھا جبکہ دوسرا اس کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ نمبرون کا جسم عمران کے جسم کے عین سامنے تھا۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو تمہارے باس کی گردن ٹوٹ جائے گی"۔ عمران کے لہجے میں زخمی چیتے جیسی غراہٹ تھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبرون کی گردن میں لپٹے ہوئے بازو کو زوردار جھٹکا دیا اور نمبرون کے منہ سے بے اختیار گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی۔

کمرے میں موجود تمام مسلح افراد حیرت کے مارے بت بنے کھڑے تھے۔

"اپنے آدمیوں کو کہو ہتھیار پھینک کر کمرے سے باہر نکل جائیں ورنہ اس بار میں تمہاری گردن توڑ دوں گا"۔ عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا اور نمبرون کو مجبوراً یہ حکم دینا پڑا۔ نتیجے میں تمام مسلح افراد ہتھیار پھینک کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ سفید کوٹ والا باہر جانے لگا تو عمران نے اسے روک لیا۔

"تم میرے ساتھیوں کو کھول دو۔ خبردار اگر کوئی غلط حرکت کی تو......" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور سفید کوٹ والا خاموشی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو کھول دیا۔

"صفدر میری کمر اور گردن کے گرد بندھی ہوئی بیلٹ کھول دو"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر دونوں بیلٹیں کھول دیں۔ اب عمران سٹریچر کی گرفت سے آزاد ہو گیا

تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل نے آزاد ہوتے ہی مشین گنیں اٹھا لی تھیں اور انہوں نے سفید کوٹ والے کو کور کر لیا تھا۔

"تم لیبارٹری سے بچ کر نہیں نکل سکتے"۔ نمبرون نے کہا مگر عمران نے جواب دینے کی بجائے اچانک اس کی کمر سے لپٹا ہوا ہاتھ نکال کر پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر ضرب لگائی اور دوسرے لمحے نمبرون لہرا کر اس کے ہاتھوں میں جھول گیا۔ عمران نے خاموشی سے اسے نیچے لٹا دیا۔ عمارت کے باہر جیپوں، کاروں اور لوگوں کا شور بڑھتا جا رہا تھا مگر عمران بڑے اطمینان سے کام کر رہا تھا۔ اس نے سفید کوٹ والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ"۔ عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔ سفید کوٹ والے نے دیوار کی طرف منہ کر لیا۔ وہ کسی اچھے بچے کی طرح حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ عمران نے اس کے قریب کھڑے صفدر کو مخصوص اشارہ کیا اور صفدر کا ہاتھ اچانک فضا میں لہرایا اور دوسرے لمحے سفید کوٹ والا بھی زمین پر لیٹ چکا تھا۔ صفدر کا ایک ہی ہاتھ اتنا جچا تلا پڑا تھا کہ اسے بے ہوش کرنے کے لئے دوسرے کی نوبت نہ آئی تھی۔

"صفدر تم اس کوٹ والے کا لباس پہن لو۔ جلدی کرو"۔ عمران نے کہا اور پھر خود اس نے نمبرون کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں لباس تبدیل کر چکے تھے۔ پھر عمران نے اپنے سر پر

ہاتھ پھیرا تو بالوں کی وگ اترتی چلی آئی۔وگ کے اندر جھلی کے ساتھ ایک چپٹا سا میک اپ باکس موجود تھا۔عمران نے وہ باکس نکالا اور پھر تیزی سے اپنے آپ پر نمبرون کا میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔چند لمحوں بعد اس کی شکل ہو بہو نمبرون جیسی ہو چکی تھی۔بالوں کا نہ صرف رنگ بدل چکا تھا بلکہ وہ نمبرون کے بالوں کی طرح بھی بن چکے تھے۔پھر عمران نے صفدر پر سفید کوٹ والے کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔اسی طرح اس نے نمبرون پر اپنا اور سفید کوٹ والے پر صفدر کا میک اپ کر دیا۔اب فرش پر عمران اور صفدر بے ہوش پڑے تھے جبکہ نمبرون اور سفید کوٹ والے روپ میں عمران اور صفدر کھڑے ہوئے تھے۔کیپٹن شکیل کھڑا یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا۔عمران نے میک اپ سے فارغ ہو کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیپٹن ادھر آؤ"۔عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔کیپٹن شکیل خاموشی سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران کا ہاتھ اچانک حرکت میں آیا۔کیپٹن شکیل نے اضطراری طور پر بچنے کی کوشش کی مگر عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اس کی کنپٹی پر پڑا اور لحیم شحیم کیپٹن شکیل لڑکھڑا کر فرش پر گر گیا۔اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر عمران کی بوٹ کی ٹھوکر پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑی اور اس بار کیپٹن شکیل کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔صفدر حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔پھر عمران نے مشین گن کے دستے سے کمرے کے فرش کو ٹھونکنا شروع کر

دیا۔

"صفدر یوں ظاہر کرو جیسے اندر بھرپور لڑائی ہو رہی ہے اور پھر دوڑ کر کمرے سے باہر نکل جانا"۔عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر تمام منصوبہ سمجھ گیا۔اس نے زور زور سے زمین پر پیر مارنے شروع کر دیئے اور پھر اچانک دوڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔چند لمحوں بعد وہ دروازے سے باہر تھا اور اس سے پہلے کہ عمران سیدھا ہوتا کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور بے شمار مسلح سیکورٹی گارڈ اندر داخل ہوگئے۔

"سر آپ خیریت سے تو ہیں ناں"۔ٹام نے دوڑ کر عمران کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں خیریت سے ہوں۔بڑی مشکل سے ان پر قابو پایا ہے"۔عمران نے نمبرون کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم تو سر بے حد پریشان تھے اگر آپ کا مسئلہ درمیان میں نہ ہوتا تو ہم اس کمرے کو ہی بموں سے اڑا دیتے"۔ٹام نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔یہ لوگ بے حد خطرناک ثابت ہوئے ہیں۔اب ان کی اصلیت مجھے جاننا پڑے گی۔تم ان تینوں کو اٹھا کر میرے دفتر پہنچا دو"۔عمران نے کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ٹام نے سپاہیوں کو حکم دیا اور انہوں نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے ہوئے نمبرون، سفید کوٹ والے اور کیپٹن شکیل کو اٹھا لیا۔

"اے تم میرے ساتھ آؤ"۔ عمران نے اچانک دروازے کے قریب آکر صفدر کو حکم دیا جو سفید کوٹ والے کے میک اپ میں کھڑا تھا اور صفدر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

ہال سے باہر وہی کار موجود تھی جس میں نمبرون آیا تھا۔ عمران نے ابھی برآمدہ کراس کیا تھا کہ ٹام بھاگتا ہوا آیا۔

"سر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو"۔

"ٹام تم کار چلاؤ۔ میرا سر چکرا رہا ہے اور دفتر چلو"۔ عمران نے کہا اور ٹام نے پھرتی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ عمران اور صفدر پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ ٹام نے کار آگے بڑھا دی۔

تقریباً دس منٹ بعد عمران سیکورٹی آفس میں پہنچ گیا اور اس کے چند ہی لمحوں بعد اصل نمبرون، سفید کوٹ والا اور کیپٹن شکیل بھی وہاں پہنچا دیئے گئے۔

"ڈاکٹر راشیل کو بلاؤ"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹام سر ہلا کر دفتر سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹام ڈاکٹر راشیل کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اس سے مخاطب ہوتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔

"یس"۔ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"سر بوشارو سے مسٹر ڈیلینگر کا فون ہے"۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بات کراؤ"۔ عمران نے بظاہر بڑے اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا مگر دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ ڈیلینگر کیا بلا ہے۔

"ہیلو نمبرون غضب ہو گیا۔ ڈاکٹر راشیل ہسپتال سے غائب ہو گیا ہے"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

ایک لمحے کے لئے تو عمران بھی چکرا گیا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ ڈاکٹر راشیل تو اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ ڈیلینگر کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر راشیل ہستپال سے غائب ہو گیا ہے۔

"مگر کیسے"۔ آخر عمران نے بڑے محتاط انداز میں گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ابھی ابھی میں اس کمرے میں گیا تو سیکورٹی گارڈ ختم ہو چکا تھا اور ڈاکٹر راشیل غائب تھا۔ یقیناً اسے کیلنڈر کلر نے اغوا کیا ہو گا"۔ ڈیلینگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں سمجھ نہیں سکا"۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا کیونکہ درحقیقت وہ الجھ چکا تھا۔ ڈاکٹر راشیل کمرے میں موجود تھا۔ کیلنڈر کلر کو نمبرون ختم کر چکا تھا۔ پھر آخر یہ کیا چکر ہے۔

"سمجھ تو ہمیں بھی نہیں آتی۔ ہمارا حفاظتی نظام پوری طرح مکمل تھا اور پھر ڈاکٹر راشیل کے میک اپ میں ایجنٹ تھری زیرو تھری بھی پوری طرح چوکنا تھا۔ اس کے باوجود یہ سب کچھ ہو گیا"۔ ڈیلینگر نے جواب دیا اور اب تمام بات عمران پر روشن ہو گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ

کیلنڈر کلر کو گرفتار کرنے کے لئے جال تیار کیا گیا تھا اور نقلی ڈاکٹر راشیل کو ہسپتال میں داخل کر کے اس کی نگرانی کی جا رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے میں خود آ رہا ہوں"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ نقلی ڈاکٹر راشیل کے غائب ہو جانے سے اسے اس بات کا بھی یقین ہو گیا کہ ختم ہونے والا کیلنڈر کلر نہیں تھا بلکہ کیلنڈر کلر کا کوئی ایجنٹ تھا۔

"ٹام میں ڈاکٹر راشیل سے اہم بات چیت کر رہا ہوں تم اس دوران ہمارے باہر جانے کے انتظامات کرو۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ کسی کو ہمارے باہر جانے کا علم نہ ہو یہ ضروری ہے۔ باہر میں، تم، ڈاکٹر راشیل اور بے ہوش ایشیائی جائیں گے"۔ عمران نے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر سر میں خصوصی راستے کو کھلوانے کا انتظام کرتا ہوں"۔ ٹام نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل رہے تھے۔ شاید نمبر ون کی طرف سے اتنی لفٹ ملنے پر وہ مسرور تھا۔ پھر ٹام کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ڈاکٹر راشیل تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔ کیلنڈر کلر سے یہ لیبارٹری بھی محفوظ نہیں ہے۔ ہم تمہیں کسی محفوظ جگہ پر رکھنا چاہتے ہیں"۔ عمران نے ڈاکٹر راشیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیسے آپ حکم دیں جناب"۔ ڈاکٹر راشیل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ٹام اندر داخل ہوا۔

"سر سپیشل ویگن باہر تیار کھڑی ہے۔ خصوصی راستہ کھلوا دیا گیا ہے"۔ ٹام نے مؤدبانہ لہجے میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اس بے ہوش ایشیائی کو اس میں منتقل کر دو"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر اس کے حکم پر ٹام نے سیکورٹی گارڈوں کو بلا کر بے ہوش کیپٹن شکیل کو ویگن میں پہنچا دیا۔

"آؤ میرے ساتھ"۔ عمران نے ڈاکٹر راشیل اور صفدر سے مخاطب ہو کر کہا جو سفید کوٹ والے کے میک اپ میں تھا۔ چند لمحوں بعد وہ سب ویگن میں سوار ہو گئے۔ عمران نے ٹام کو ڈرائیونگ کے لئے کہا اور ٹام نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر ویگن آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد ان کی ویگن لیبارٹری اور ورکشاپ کی حدود سے نکل کر شہر جانے والی سڑک پر دوڑتی چلی جا رہی تھی اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔

کیلنڈر کلر بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور گہری الجھنوں کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ بار بار رکتا، چونک کر کمرے کے دروازے کی طرف دیکھتا اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتا اور پھر اچانک وہ چونک کر رک گیا۔ دروازے کے باہر قدموں کی آہٹ ابھری تھی اور پھر دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات تھے۔

"باس وہ ڈاکٹر راشیل نہیں ہے۔ اس کے میک اپ میں مقامی انٹیلی جنس بوشارو کا ایجنٹ ہے۔ میں نے اسے ختم کر دیا ہے"۔ نوجوان نے کہا۔

"ہوں۔ مجھے پہلے ہی اس بات کا شک تھا کیونکہ جس انداز میں اس کی نگرانی ہو رہی تھی۔ اسی سے معاملہ مشکوک نظر آتا تھا۔ بہرحال

اس سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ بوشارو کو ہمارے متعلق علم ہو گیا ہے۔ تبھی ہمارے لئے یہ جال پھیلایا گیا تھا"۔ باس نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اور باس ایک اور بری خبر بھی ہے۔ لیبارٹری میں جانے والے ہمارے چاروں ایجنٹ بھی ختم کر دیئے گئے ہیں"۔ نوجوان نے کہا۔

"اوہ مگر کیسے"۔ باس بری طرح چونک پڑا تھا۔

"وہ تمام مراحل کامیابی سے طے کر گئے تھے باس مگر چیکنگ لفٹ میں پکڑے گئے۔ پھر لیبارٹری کے سیکورٹی باس نمبرون نے انہیں گولی مار دی۔ ان کی آنکھوں میں فٹ ٹیلی لینز کی وجہ سے ہم تمام صورتحال سے باخبر رہے"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ کیا انہوں نے ان سے پوچھ گچھ بھی کی تھی یا وہ کسی تصادم میں ہلاک ہو گئے ہیں"۔ باس نے بے چینی کے عالم میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس انہیں باقاعدہ ہائیڈرو تھراپی سے چیک کیا گیا تھا مگر چونکہ آپ کے حکم پر ان کی برین واشنگ کر کے سیٹ کر دیا گیا تھا اس لئے انہوں نے وہاں اپنے آپ کو کیلنڈر کلر ہی ظاہر کیا اور انہیں کیلنڈر کلر سمجھ کر ہی ختم کر دیا گیا"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ہوا کہ آخری لمحوں میں ہم نے خود جانے کا ارادہ بدل دیا تھا۔ بہرحال اس سے ایک فائدہ ہو گیا نمبر ٹو کہ اب بوشارو مطمئن ہو جائے گی کہ کیلنڈر کلر ختم ہو گیا ہے۔ اس طرح ہمیں کام کرنے میں

آسانی رہے گی"۔ کیلنڈر کر نے کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے باس مگر ایک اور اطلاع ہے۔ شاید وہ اہم ہو۔ ہمارے آدمیوں کے ساتھ تین ایشیائی بھی پکڑے گئے تھے"۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"ایشیائی۔ مگر وہ کون تھے"۔ باس چونک کر کھڑا ہو گیا۔

"معلوم نہیں جناب ہمارے آدمیوں کے مر جانے کی وجہ سے ہمارا رابطہ ختم ہو گیا تھا اس لئے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ایشیائی کون تھے اور کیوں جعلی طور پر اندر داخل ہوئے تھے"۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کوئی اور سلسلہ ہو۔ اب بہرحال ہمیں اپنے مشن پر توجہ کرنی چاہئے۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ کسی طرح اصل ڈاکٹر راشیل کو لیبارٹری سے باہر نکالا جائے"۔ کیلنڈر کر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں تو اس کی ایک ہی صورت آتی ہے کہ ہم بوشارد کے کسی اعلیٰ افسر کی جگہ لے لیں اور پھر اس کے ذریعے ڈاکٹر راشیل کو باہر نکالا جائے"۔ نمبر ٹو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ بہت اچھی ترکیب ہے۔ ونڈر فل آئیڈیا۔ اس طرح ہم اس چوہے کو بڑی آسانی سے بل سے باہر نکال سکتے ہیں"۔ باس نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"اور باس ہسپتال میں ایک شخص کو میں نے خود چیک کیا ہے۔ وہ ڈبلنگر ہے بوشارد کا نمبر تھری۔ میں ذاتی طور پر اسے جانتا ہوں۔

اس لئے میں نے اسے میک اپ میں بھی پہچان لیا تھا"۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم اسے چیک کر لیتے ہیں"۔ باس نے کہا اور پھر تیزی سے میز کی دراز کھول کر اس نے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ان آوازوں پر ایک مردانہ آواز غالب آ گئی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر باس نے نمبر ٹو کی طرف بڑھا دیا۔

"یس نمبر تھری سیکشن ٹو سپیکنگ۔ اوور"۔

"باس سپیکنگ۔ اوور"۔ نمبر ٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اوور"۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ فوراً مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیا پوزیشن ہے۔ اوور"۔ نمبر ٹو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سر ہسپتال میں ہنگامی حالات ہیں۔ ڈاکٹر راشیل کی تلاش ہنگامی بنیادوں پر ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج خود وہیں آ رہا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا۔

"کیا وہاں وہ آدمی ابھی تک موجود ہے جس کے سر کے بال سرخ ہیں اور دائیں آنکھ کے ساتھ ایک موٹا سا مسہ ہے۔ اوور"۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"یس باس۔ اس وقت تو وہ انچارج بنا ہوا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ صرف ایک میل نرس کی حیثیت میں کام کر رہا تھا"۔ دوسری

طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے اس آدمی کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ اوور"۔ نمبر ٹو نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس۔ کیا ہم کھل کر سامنے آ سکتے ہیں"۔ اوور"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں یہ کام خفیہ ہونا چاہئے۔ اوور"۔ نمبر ٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے باس ایسا ہی ہو گا۔ اوور"۔ جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ نمبر ٹو نے کہا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا گیا۔

"سیکشن ٹو اسے اغوا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا"۔ کیلنڈر کر نے کہا۔

"یس باس ہمارا سیکشن اس کام میں ماہر ہے۔ آپ نے دیکھا کہ ہم نے کتنی کامیابی سے جعلی ڈاکٹر راشیل کو اغواء کر لیا حالانکہ ہسپتال میں ہوشیاروں نے سخت اقدامات کر رکھے تھے"۔ نمبر ٹو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"۔ کیلنڈر کر نے مطمئن لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ نمبر ٹو کچھ کہتا۔ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ سیٹی کی آواز سنتے ہی دونوں چونک پڑے۔ باس نے تیزی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سیٹی کی آواز آنا بند ہو گئی اور ایک مردانہ آواز گونج اٹھی۔ آواز کمرے کی دیوار میں لگے ہوئے ایک

خفیہ مائیکرو فون سے نکل رہی تھی۔

"نمبر ون سیکشن ون سپیکنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

باس نے میز پر لگے ہوئے بٹن کو دوبارہ دبایا اور پھر کہنے لگا۔

"یس چیف باس سپیکنگ۔ اوور"۔

"باس ابھی ابھی لیبارٹری کے ایک خفیہ گیٹ سے ایک وین باہر آئی ہے۔ جس میں بالکل اسی حلیے کا آدمی سوار ہے جو ہمارا ٹارگٹ ہے۔ اوور"۔ نمبر ون نے کہا۔

"اوہ تمہارا مطلب ہے اس وین میں نو مبر سوار ہے۔ اوور"۔ چیف باس نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد جوش تھا۔

"یس باس میں نے اسے اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ وین کہاں گئی ہے۔ اوور"۔ چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"نمبر فور اور فائیو کو میں نے اس وین کو چیک کرنے کے احکامات دیئے ہیں۔ وہ اس کے پیچھے گئے ہیں۔ اوور"۔ نمبر ون نے کہا۔

"اوکے فوراً اس وین کے متعلق مجھے رپورٹ کرو کہ وہ کہاں گئی ہے اور خاص طور پر نو مبر کو نظر میں رکھو۔ اوور"۔ چیف باس نے کہا۔

"اوکے باس۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ چیف باس نے کہا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"چوہا خود ہی بل سے باہر نکل آیا ہے نمبر ٹو"۔ کیلنڈر کر کے لہجے

میں جوش نمایاں تھا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا باس۔ ہو سکتا ہے پہلے نقلی ڈاکٹر راشیل کے اغوا کے بعد انہوں نے یہ چال چلی ہو اور کسی اور ڈاکٹر راشیل کو باہر نکالا ہو"۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"اوہ اس پہلو پر تو میں نے غور ہی نہیں کیا۔ بہرحال ڈیلینگر سے اس بارے میں ہمیں صحیح معلومات مل سکتی ہے"۔ کیلنڈر کلر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ نمبر ٹو کوئی جواب دیتا اچانک زوں زوں کی آوازیں میز پر رکھے ہوئے چھوٹے ٹرانسمیٹر سے نکلنے لگیں۔ نمبر ٹو نے چونک کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو نمبر تھری سیکشن ٹو سپیکنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی جسے ڈیلینگر کے اغوا کا حکم دیا گیا تھا۔

"یس نمبر ٹو سپیکنگ۔ اوور"۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"باس جس آدمی کو اغوا کا حکم دیا گیا ہے۔ اس نے ابھی ابھی ایک فون کال رسیو کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ لیبارٹری سے اصل ڈاکٹر راشیل کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ کچھ ایشیائی اس سلسلے میں ملوث بتائے جاتے ہیں۔ انہوں نے لیبارٹری کے سیکورٹی چیف نمبر ون کا بھیس بدل کر اصل ڈاکٹر راشیل کو اغوا کر لیا ہے اور وہ کسی وین میں اسے لے اڑے ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے تمہیں جو حکم دیا گیا ہے وہ کرو۔ اوور"۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"او کے باس۔ اوور"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ نمبر ٹو نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

"یہ ایشیائی کون ہیں اور کہاں سے ٹپک پڑے۔ پھر انہوں نے ڈاکٹر راشیل کو کیوں اغوا کیا ہے"۔ کیلنڈر کلر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اگر وہ ہماری طرح اسے قتل کرنا چاہتے تو لیبارٹری میں بھی قتل کر سکتے تھے۔ اغوا سے ان کا کوئی اور ہی مقصد ہو گا"۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے جو بھی ہو ہمیں اپنا مشن پورا کرنا ہے۔ تم تمام سیکشن کو الرٹ کر دو"۔ کیلنڈر کلر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس"۔ نمبر ٹو نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ویگن جب شہر کی حدود میں داخل ہوئی تو عمران نے جو ٹام کے قریب بیٹھا ہوا تھا اچانک اسے ویگن روکنے کا حکم دیا اور ٹام نے پوری قوت سے بریکیں لگا دیں اور ویگن کے ٹائر چیختے ہوئے سڑک کی سطح پر جم سے گئے۔

"ٹام تم ٹیکسی پکڑ کر واپس لیبارٹری میں جاؤ اور ان دونوں بے ہوش ایشیائیوں کو بھی بوشار وہیڈ کوارٹر پہنچانے کا انتظام کرو۔ مجھے چلتے ہوئے خیال نہیں آیا۔ وہ دونوں بے حد خطرناک ہیں"۔ عمران نے جو نمبرون کے میک اپ میں تھا انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سر اگر آپ کہیں تو میں یہیں سے فون کر دوں"۔ ٹام نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ٹام جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ٹام تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ اس کی جگہ عمران نے

سنبھال لی اور دوسرے لمحے ویگن تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ ڈاکٹر راشیل صفدر کے ساتھ ویگن کی درمیانی سیٹ پر موجود تھا جبکہ سب سے آخری سیٹ پر کیپٹن شکیل پڑا ہوا تھا۔ جب ٹام کے اترنے کے بعد عمران نے ویگن آگے بڑھائی تو اچانک صفدر بول پڑا۔

"ہمارا تعاقب ہو رہا ہے"۔ اس بار وہ اپنے اصل لہجے میں بولا تھا۔

"مجھے معلوم ہے صفدر اس لئے میں نے ٹام سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے"۔ عمران نے بھی اپنے اصل لہجے میں جواب دیا اور صفدر کے ساتھ بیٹھے ہوئے ڈاکٹر راشیل کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ کبھی حیرت سے صفدر کو اور کبھی عمران کو دیکھتا۔

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں ڈاکٹر راشیل ہم وہی ایشیائی ہیں جنہیں تم نے پہچاننے سے انکار کر دیا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مم، مگر......" ڈاکٹر راشیل کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"میرا خیال ہے اب مجھے ہوش میں آ جانا چاہئے"۔ اچانک پچھلی سیٹ سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"ہاں میں نے اتنی قوت سے تو مکا نہیں مارا تھا کہ تم اسے طویل آرام کا بہانہ بنا لو"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں اس سے کم قوت کے مکے سے آپ کو طویل رخصت کا بہانہ میسر کر سکتا ہوں"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

اس لمحے عمران نے انتہائی تیزی سے ویگن ایک بائی روڈ پر گھما دی اور پھر وہ اسے اس سڑک پر دوڑاتا چلا گیا۔کافی دور آگے یہ سڑک ایک ٹوٹے پھوٹے فارم پر جا کر ختم ہو جاتی تھی۔ عمران نے ویگن اس فارم کی پشت پر روکی اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"شکیل تم جا کر پیچھے آنے والے کو اس وقت تک روکو جب تک میں تمہیں اشارہ نہ کر دوں"۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل ویگن سے اتر کر واپس اس سڑک کی طرف دوڑ پڑا۔

"تم آؤ میرے ساتھ ۔ جلدی"۔ عمران نے ڈاکٹر راشیل سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر صفدر اور ڈاکٹر راشیل عمران کے پیچھے چلتے ہوئے اس فارم ہاؤس میں داخل ہوگئے۔

"ڈاکٹر راشیل ہم تمہیں کیلنڈر کر سے بچانا چاہتے ہیں۔اس لئے تم ہمارے ساتھ تعاون کرو"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے اپنا موجودہ میک اپ ختم کرنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر راشیل نے کچھ نہیں کہا۔وہ خاموش کھڑا آنکھیں جھپکاتا رہا۔ صفدر نے بھی اپنا میک اپ ختم کر دیا اور وہ سفید کوٹ اتار کر پھینک دیا۔ عمران نے ایک بار پھر اپنا چپٹا سا میک اپ باکس نکالا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے مصروف ہوگئے۔ جب اس کے ہاتھ رکے تو ڈاکٹر راشیل بے ہوش ہوتے ہوتے بچا کیونکہ اس کے سامنے ایک اور ڈاکٹر راشیل کھڑا تھا۔ ہو بہو وہی ۔ صرف لباس کا فرق تھا۔

"ادھر آؤ ڈاکٹر راشیل اب میں اپنا میک اپ تم پر کر دوں ۔ اس طرح تم کیلنڈر کر سے محفوظ ہو جاؤ گے"۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر راشیل اس کی طرف بڑھتا وہ خود اس کی طرف بڑھا اور ایک بار پھر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آگئے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر راشیل عمران کے قالب میں ڈھل چکا تھا۔ پھر عمران کے کہنے پر انہوں نے اپنے لباس بھی بدل لئے۔اب فارم ہاؤس کے اس کمرے میں عمران ڈاکٹر راشیل کے میک اپ میں اور ڈاکٹر راشیل عمران کے میک اپ میں موجود تھا۔ صفدر اپنے اصل چہرے میں تھا۔

"مگر تم ہو کون اور کیوں ایسا کر رہے ہو"۔ آخر کار ڈاکٹر راشیل نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا اچانک کمرے کا ٹوٹا پھوٹا دروازہ ایک دھماکے سے اچھل کر دور جا گرا اور دو غیر ملکی نوجوان اندر آگئے۔ان کے ہاتھوں میں ریوالور چمک رہے تھے۔

"اپنے ہاتھ اٹھالو"۔ان میں سے ایک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔اس کی نظریں عمران پر جو ڈاکٹر راشیل کے میک اپ میں تھا پر جمی ہوئی تھیں اور سب سے پہلے عمران نے ہاتھ اٹھائے۔ اس کے ساتھ ہی صفدر اور اصل ڈاکٹر راشیل نے بھی ہاتھ اٹھالئے۔

"تم نے ہمارے ساتھی کا کیا کیا"۔اچانک صفدر بول پڑا۔

"وہ ابھی تک سڑک کی طرف پہرہ دے رہا ہے اور ہمیں تم سے

مطلب بھی نہیں ہے۔ ہم صرف اس غیر ملکی کو لینے آئے ہیں"۔ نوجوان نے کہا۔

"مم۔ مم، مجھے۔ مگر کیوں"۔ عمران نے ڈاکٹر راشیل کے لہجے میں ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ سخت خوفزدہ معلوم ہو رہا تھا۔

"ان کی تلاشی لو جونی"۔ نوجوان نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کا ساتھی ریوالور ہلاتا تیزی سے ان کی پشت پر آگیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے کہا۔

"ان کے پاس کچھ نہیں ہے"۔

"ٹھیک۔ تم باقی دو کا خیال رکھو۔ اگر یہ ذرا سی بھی غلط حرکت کریں تو گولی مار دینا اور تم ڈاکٹر راشیل ادھر آؤ۔ دیکھو اگر تم نے کوئی آواز نکالنے کی کوشش کی تو تمہیں ڈھیر کر دوں گا"۔ نوجوان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

عمران نے مڑ کر صفدر کی طرف دیکھا اور آنکھ کا ایک گوشہ دبا کر مخصوص اشارہ کیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس نوجوان کی طرف بڑھ گیا۔ نوجوان دروازے سے ہٹ گیا اور پھر عمران کے پیچھے ہی باہر نکل آیا۔ نوجوان عمران کو لئے فارم ہاؤس کی پشت پر لے آیا اور پھر وہ اسے کھیتوں کے اندر ایک تنگ سے راستے پر لئے چلا گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ انہوں نے کیپٹن شکیل کو کس طرح چکر دیا ہوگا۔ وہ سڑک کی طرف آنے کی بجائے چکر کاٹ کر کھیتوں کے اندر سے ہو کر آئے تھے۔ کھیتوں کے طویل سلسلے سے نکل کر وہ ایک سڑک پر پہنچ گئے۔ یہاں

ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ یہ وہی کار تھی جو عمران نے لیبارٹری کی سڑک سے اپنے تعاقب میں دیکھی تھی۔ پھر نوجوان کے کہنے پر عمران کار میں بیٹھ گیا۔ نوجوان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ ریوالور البتہ اس نے عمران کے پہلو سے لگا رکھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کھیتوں میں سے نوجوان کا ساتھی دوڑتا ہوا آیا اور تیزی سے کار کی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا جونی"۔ عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان نے پوچھا۔

"سب ٹھیک ہے۔ ان میں سے ایک بے حد خطرناک ثابت ہوا اور ہو سکتا تھا کہ وہ مجھے مار گراتا مگر میں اسے غچہ دے کر نکل آیا ہوں۔ میرا ریوالور بھی وہیں گر گیا ہے"۔ نوجوان نے ہانپتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ہمیں ان کی پرواہ نہیں ہے۔ تم اسے کور کرو"۔ سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے کہا اور پچھلی نشست پر موجود نوجوان نے ریوالور اس کے ہاتھ سے لے کر اس کی نال عمران کی پشت سے لگا دی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ عمران بڑے اطمینان سے سیٹ کی نشست سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ آخر کار وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو ہی گیا تھا کہ تھوڑی دیر بعد وہ کیلنڈرکر کے سامنے موجود ہوگا۔

نمبرون کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ مجرم نہ صرف خود لیبارٹری سے نکل گئے تھے بلکہ وہ اصل ڈاکٹر راشیل کو بھی لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ یہ نمبرون کی زندگی کی پہلی ناکامی تھی اور اس کے لئے ڈوب مرنے کی بات بھی تھی کہ اس لئے وہ نہ صرف غصے سے کھول رہا تھا بلکہ اب اس کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ ان مجرموں کو نہ صرف فوری گرفتار کرے بلکہ اصل ڈاکٹر راشیل کو بھی حاصل کرے کیونکہ ڈاکٹر راشیل ایک اہم ترین فارمولے پر کام کر رہا تھا اور اس کی عدم موجودگی لیبارٹری کے لئے زبردست نقصان کا باعث تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ لیبارٹری کا انتظام ٹام کے سپرد کر کے بوشارو ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا تھا۔ بوشارو کی پوری فورس حرکت میں آ چکی تھی اور وہ اس وقت ان کی رپورٹوں کے انتظار میں بیٹھا دانت پیس رہا تھا۔ اسی لمحے کمرے

دروازہ کھلا اور ڈیلینگر اندر داخل ہوا۔

"کیا رپورٹ ہے ڈیلینگر"۔ نمبرون نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ویگن شمالی علاقے کے فارم ہاؤس سے مل گئی ہے۔ جاسوس کتے ڈاکٹر راشیل کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ جلد ہی اس کا پتہ چل جائے گا"۔ ڈیلینگر نے جواب دیا۔

"یہ ایشیائی کون ہیں۔ یہ بات میری سمجھ میں اب تک نہیں آئی"۔ نمبرون نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جلد ہی یہ لوگ پکڑے جائیں گے پھر ہر بات سمجھ میں آ جائے گی"۔ ڈیلینگر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ نمبرون اس کی بات کا جواب دیتا میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس نمبرون سپیکنگ"۔ نمبرون نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"باس ڈاکٹر راشیل کو ابھی ابھی ایک سیاہ رنگ کی کار میں دیکھا گیا ہے۔ کار کا رخ شمالی زون کی طرف ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ کار کا تعاقب کیا جائے"۔ نمبرون نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس کار کو باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہے"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوکے کار ڈاکٹر راشیل کو جس عمارت میں لے جائے اس کی سختی

سے نگرانی کی جائے اور ہمیں فوراً رپورٹ کی جائے"۔ نمبرون نے کہا۔

"اوکے باس"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور نمبرون نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ڈیلینگر ہوشارو کے ہنٹنگ سیکشن کو الرٹ کر دو۔ میں ڈاکٹر راشیل کو اغوا کرنے والوں سے عبرتناک انتقام لینا چاہتا ہوں"۔ نمبرون نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔ ڈیلینگر نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ابھی ڈیلینگر نے دروازہ کراس کیا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"ہیلو نمبرون سپیکنگ"۔ نمبرون نے باوقار لہجے میں کہا۔

"نمبر تھری سرچ سیکشن سپیکنگ"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"۔ نمبرون نے پوچھا۔

"سر جاسوس کتوں نے ان ایشیائی افراد کا کھوج نکال لیا ہے مگر ڈاکٹر راشیل ان کے ہمراہ نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جاسوس کتے تو ڈاکٹر راشیل کے کھوج میں تھے"۔ نمبرون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر یہی الجھن ہے۔ جاسوس کتوں کو ڈاکٹر راشیل کی بو پر لگایا گیا تھا اور وہ جس عمارت میں ہمیں لے گئے ہیں وہاں ڈاکٹر راشیل

موجود نہیں ہے بلکہ وہ ایشیائی موجود ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ کوئی گڑبڑ معلوم ہوتی ہے۔ کونسی عمارت میں ہیں یہ لوگ"۔ نمبرون نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سینڈ سپاٹ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بیس میں یہ لوگ موجود ہیں۔ ہم اس کی نگرانی کر رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے اس کوٹھی کی سختی سے نگرانی کرو میں ڈیلینگر کو وہاں بھیجتا ہوں"۔ نمبرون نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اس کی آنکھوں میں شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے اور ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ڈیلینگر اندر داخل ہوا۔

"ہنٹنگ سیکشن کو الرٹ کر دیا گیا ہے"۔ ڈیلینگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک اور الجھن آن پڑی ہے ڈیلینگر"۔ نمبرون نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ کیا"۔ ڈیلینگر نے چونک کر کہا۔

"جاسوس کتوں نے ان ایشیائی مجرموں کا کھوج نکال لیا ہے مگر وہاں ڈاکٹر راشیل نہیں ہے حالانکہ جاسوس کتوں کو ڈاکٹر راشیل کی بو پر لگایا گیا تھا۔ وہ ڈاکٹر راشیل کی بجائے ان ایشیائی مجرموں تک کیسے پہنچ گئے"۔ نمبرون نے کہا۔

"یہ بات تو واقعی تعجب خیز ہے۔ کتے تو صرف اسی کی بو کے پیچھے جاتے ہیں جس کے لئے انہیں بھیجا جائے"۔ ڈیلینگر کے لہجے میں بھی

تعجب تھا۔

"اس سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس ڈاکٹر راشیل کو سیا کار میں دیکھا گیا ہے وہ اصلی نہیں ہے۔ ڈاکٹر راشیل کے میک اپ میں کوئی ایشیائی ہوگا اور جاسوس کتوں نے جن ایشیائی مجرموں ک کھوج نکالا ہے ان میں ڈاکٹر راشیل بھی موجود ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ کسی ایشیائی کے میک اپ میں ہو"۔ نمبر ون نے کہا۔

"ہاں سوچا تو یہی جا سکتا ہے مگر یہ صرف اندازہ بھی ہو سکتا ہے"۔ ڈیلینگر نے کہا۔

"ہاں اسی لئے ہمیں دونوں اطراف کو کور کرنا چاہئے۔ تم ایسا کر ان ایشیائی مجرموں کی طرف جاؤ۔ میں نے سرچ سیکشن کو ہدایات دے دی ہیں۔ انہیں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے آؤ اور میں کار والے ڈاکٹر راشیل کا پتہ کرتا ہوں"۔ نمبر ون نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ ہمیں رسک نہیں لینا چاہئے"۔ ڈیلینگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات تھے اور پھر د دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

حملہ آور نوجوان عمران کو لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ صفدر اور ڈاکٹر راشیل ہاتھ اٹھائے خاموش کھڑے تھے۔ حملہ آور کا دوسرا ساتھی بڑے چوکنے انداز میں ریوالور ہاتھ میں لئے ان کی نگرانی کر رہا تھا۔

"دیکھو ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں اس لئے اگر تم خاموش رہے تو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا"۔ نوجوان نے سخت لہجے میں کہا اور پھر وہ قدم بہ قدم دروازے کی طرف بڑھنے لگا مگر جیسے ہی وہ صفدر کے قریب سے گزرا اچانک صفدر نے اس پر چھلانگ لگا دی مگر نوجوان بے حد پھرتیلا ثابت ہوا۔ جیسے ہی صفدر نے اس پر چھلانگ لگائی وہ بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا اور جب تک صفدر سنبھل کر باہر نکلتا۔ نوجوان حملہ آور غائب ہو چکا تھا۔ اس لمحے کیپٹن شکیل بھی دوڑتا ہوا فارم ہاؤس میں آگیا۔

"یہ کیا گڑبڑ ہے"۔ کیپٹن شکیل نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"گڑبڑ ہو بھی گئی تمہیں اب پتہ چلا ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔اسی دوران ڈاکٹر راشیل بھی کمرے سے باہر آگیا۔

"یہ سب کچھ کیا ہے۔آپ کون لوگ ہیں"۔ ڈاکٹر راشیل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل حیرت سے اسے دیکھنے لگا کیونکہ اسے میک اپ بدلنے کا علم نہ تھا۔وہ تو اسے عمران ہی سمجھے ہوئے تھا۔

"یہ سب کچھ آپ کی حفاظت کے لئے ہو رہا ہے ڈاکٹر راشیل ۔آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے دھوکے میں حملہ آور ہمارے ساتھی کو لے گئے ہیں"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ کیا عمران ڈاکٹر راشیل کے میک اپ میں گیا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں آؤ یہاں سے نکل چلیں"۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر راشیل کو ہمراہ لئے فارم ہاؤس سے نکل کر دوبارہ سڑک پر آگئے۔خالی ٹیکسی انہیں جلد ہی مل گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سینڈ سپاٹ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بیس کے سامنے موجود تھے۔صفدر نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔چند لمحوں بعد گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان نے باہر جھانکا۔

"ایکسٹو"۔ صفدر نے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ آئیے"۔ نوجوان نے کہا اور پھر وہ چھوٹی کھڑکی کے ذریعے کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے۔ کوٹھی کا لان خالی پڑا ہوا تھا البتہ پورچ میں ایک ویگن موجود تھا جس پر کسی ایسی فرم کا نشان بنا ہوا تھا جو کھیتوں پر کیڑے مار ادویات چھڑکنے کا کام کرتی تھی۔ نوجوان کی رہنمائی میں وہ کوٹھی کے اندر پہنچ گئے۔ہال میں ایک غیر ملکی نوجوان موجود تھا۔

"مسٹر عمران آپ کا شکار ساتھ نہیں آیا"۔ غیر ملکی نوجوان نے ڈاکٹر راشیل سے مخاطب ہو کر کہا جو عمران کے میک اپ میں تھا۔

"عمران صاحب شکار کے میک اپ میں شکار ہونے چلے گئے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ میں سمجھ گیا۔ پھر کیا باقی پروگرام پر عمل کیا جائے"۔ غیر ملکی نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا پروگرام ہے مجھے بتاؤ۔ عمران کے بعد میں مشن کا انچارج ہوں"۔ صفدر نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"پھر آپ میرے ساتھ آئیے"۔ غیر ملکی نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر صفدر کو ہمراہ لئے ایک اور کمرے میں آگیا۔

"آپ کے میک اپ میں میرے ساتھی یہاں رہیں گے اور آپ ان کے میک اپ میں عمران صاحب کی چیکنگ کے لئے چلیں گے"۔ غیر ملکی نوجوان نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر جلدی کریں۔ کیا ڈاکٹر راشیل کو بھی ساتھ رکھنا

ہو گا"۔ صفدر نے پوچھا۔

"ہاں عمران صاحب کی یہی ہدایت تھی"۔ غیر ملکی نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے انہوں نے کہا ہے ویسا ہی کریں مگر جلدی۔ مجھے خطرہ ہے عمران صاحب کسی بڑی مشکل میں نہ پھنس جائیں"۔ صفدر نے کہا۔

"او کے آیئے میک اپ روم میں چلتے ہیں"۔ غیر ملکی نے جواب دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد صفدر، کیپٹن شکیل اور عمران کے میک اپ میں غیر ملکی کے ساتھی وہیں کوٹھی میں رہ گئے اور ڈاکٹر راشیل، صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں کوٹھی کی پشت پر آگئے۔ یہاں اسی کمپنی کا ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ غیر ملکی جس کا نام رافیل تھا سیٹ پر بیٹھ گیا اور وہ تینوں اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

رافیل نے فضا میں بلند ہوتے ہی سامنے ڈیش بورڈ پر ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ڈیش بورڈ پر ایک چھوٹا سا ڈائل روشن ہو گیا۔ جس کے شمالی سرے پر سرخ رنگ کا نقطہ جل بجھ رہا تھا۔

"عمران صاحب یہاں موجود ہیں"۔ رافیل نے سرخ رنگ کے نقطے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ کیا عمران کی بات چیت سنی جا سکتی ہے"۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں ابھی ہم ان کے خصوصی ٹرانسمیٹر کی رینج میں نہیں آئے۔ ٹارگٹ سے ابھی ہم سو میل دور ہیں"۔ رافیل نے ہیلی کاپٹر کی رفتار تیز کرتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے ڈاکٹر راشیل کے میک اپ میں اغوا ہونے کا پروگرام پہلے ہی تیار کر لیا تھا۔

سیاہ رنگ کی کار بڑی تیز رفتاری سے تار کول کی سڑک پر دوڑتی جا رہی تھی۔ عمران یوں اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا جیسے دشمنوں کی بجائے دوستوں کے ساتھ کہیں پکنک منانے جا رہا ہو۔ اس کی زبان اس لئے خاموش تھی کہ وہ ڈاکٹر راشیل کے میک اپ میں تھا اور کیلنڈر کر تک پہنچنے سے پہلے وہ کوئی ایسی حرکت کرنا نہیں چاہتا تھا جس سے یہ لوگ مشکوک ہو جائیں۔ کار کا رخ شہر کے شمالی حصے کی طرف تھا۔ پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے نوجوان کا ریوالور ابھی تک اس کی پسلیوں سے ٹکرا رہا تھا۔

"ڈاکٹر راشیل کیا تمہیں علم ہے کہ تم کن لوگوں کے درمیان جا رہے ہو"۔ کار چلانے والے نوجوان نے خاموشی کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ لیبارٹری سے

نمبرون کے ساتھ باہر نکلا۔ فارم ہاؤس میں پہنچ کر نمبرون جعلی نکلا وہ کوئی ایشیائی تھے اور پھر تم آن ٹپکے اور مجھے ان سے چھین کر لے آئے ہو"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے کبھی کیلنڈر کر کا نام سنا ہے"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیلنڈر کر وہ کیا ہوتا ہے"۔ عمران نے چونکنے کی شاندار اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"باٹو اسے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ باس خود ہی بات کرے گا"۔ پیچھے بیٹھے ہوئے جونی نے کار چلانے والے سے مخاطب ہو کر کہا اور باٹو نے سر ہلا دیا۔ عمران بھی خاموش ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل بروقت پہنچ سکیں گے یا نہیں۔ وہ رافیل کو پورا منصوبہ سمجھا آیا تھا اور اس کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی ہیلی کاپٹر کی رہنمائی آسانی سے کرے گی۔ اسے اس بات کی زیادہ فکر بھی نہ تھی کیونکہ اسے بہرحال اپنی صلاحیتوں پر مکمل بھروسہ تھا۔ اس کے لئے مسئلہ صرف کیلنڈر کر کو بل سے باہر نکالنا تھا اور اب وہ خود بخود باہر آ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک مضافاتی کالونی کی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ باٹو نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا اور گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ باٹو کار اندر لیتا چلا گیا۔ پورچ میں جا کر اس نے کار روک دی۔ پورچ میں اس وقت دو مشین گن بردار نوجوان موجود

تھے۔

"خاموشی سے باہر آجاؤ ڈاکٹر راشیل۔ کوئی بھی غلطی تمہیں جہنم رسید کر سکتی ہے"۔ باٹو نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور عمران بڑے اطمینان سے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی ایک مشین گن کی نال اس کی کمر سے لگ گئی۔

"سیدھے چلتے رہو"۔ مشین گن بردار نے سپاٹ لہجے میں اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور عمران کندھے جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ مشین گن بردار مختلف کمروں سے اسے گزار کر ایک کمرے کے دروازے پر لے آیا۔ اس دروازے پر دو مشین گن بردار کھڑے تھے۔ انہوں نے انہیں اپنی طرف آتا دیکھ کر جھٹکے سے دروازہ کھول دیا اور عمران اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں ایک میز کے پیچھے چار لحیم شحیم آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر درشتی اور کرختگی کے آثار نمایاں تھے۔ میز کے سامنے کچھ قدم ہٹ کر ایک خالی کرسی موجود تھی۔ مشین گن بردار نے عمران کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور عمران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی مشین گن بردار پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ کمرے کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔

"ڈاکٹر راشیل کیا تم ہمیں جانتے ہو"۔ درمیان میں بیٹھے ہوئے آدمی نے ذرا سا آگے کی طرف جھکتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں"۔ عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

"تو پھر پہلے تمہیں اپنا تعارف کرا دوں۔ میرا نام کیلنڈر کلر ہے اور یہ میرے تین ساتھی ہیں"۔ کیلنڈر کلر نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے کار میں لے آنے والوں نے پہلے بھی یہ لفظ استعمال کیا تھا مگر میرا کیلنڈر کلر سے کیا تعلق"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"نومبر کا تعلق کیلنڈر سے نہیں ہوگا تو اور کس سے ہوگا"۔ کیلنڈر کلر نے زہریلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر میری پیدائش نومبر میں نہیں ہوئی۔ میں تو یکم اپریل کو پیدا ہوا تھا یعنی اپریل فول اور یہی وجہ ہے کہ لوگ آج تک مجھے فول بناتے آرہے ہیں"۔ عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

اس کی بات ان چاروں کے لئے کسی بم کے دھماکے سے کم ثابت نہ ہوئی۔

"کیا مطلب کیا تم ڈاکٹر راشیل نہیں ہو"۔ کیلنڈر کلر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے ڈاکٹر راشیل بھی نومبر میں پیدا نہیں ہوا تھا اور اگر ہوا بھی تھا تو تمہیں کیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ یقیناً یہ اصل ڈاکٹر راشیل نہیں ہے ورنہ نومبر کا لفظ سنتے ہی اس کے ہوش اڑ جاتے"۔ کیلنڈر کلر نے بے چین لہجے میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اصلی ڈاکٹر راشیل کو ڈھونڈنے کے لئے تمہیں میری خدمات حاصل کرنی پڑیں گی مسٹر کیلنڈر کلر"۔ عمران نے اچانک اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا اور یہ دوسرا دھماکہ ثابت ہوا۔ وہ چاروں بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر میز کے پیچھے سے نکل کر اس کی طرف بڑھے۔

"کون ہو تم"۔ کیلنڈر کلر نے اس کے قریب آکر بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"کیلنڈر میکر"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور کیلنڈر کلر کا ہاتھ بے اختیار گھوم گیا مگر عمران ایسی سچوئیشنز کے لئے ہر وقت تیار رہتا تھا۔ وہ تیزی سے جھک گیا اور کیلنڈر کلر کا ہاتھ فضا میں ہی گھوم کر رہ گیا۔ عمران نے نیچے جھکتے ہی کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ کرسی میں میگنٹ سسٹم کام کر رہا ہے اور جب تک وہ لوگ نہ چاہیں وہ کرسی کی گرفت سے آزاد نہیں ہو سکتا۔

"باس یہ آدمی جس دلیری اور اطمینان سے یہاں آیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اکیلا نہیں ہے"۔ قریب کھڑے ہوئے ایک نوجوان نے باس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں واقعی"۔ کیلنڈر کلر نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ ویسے وار خالی جانے کی خجالت کے تاثرات ابھی تک اس کے چہرے پر موجود تھے۔

"اس کا مطلب ہے کسی بھی وقت ہم پر حملہ ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھی یقیناً کہیں آس پاس ہوں گے"۔ پشت پر کھڑے ہوئے آدمی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران صورتحال سمجھتا۔ اس کے سر کے پچھلے حصے پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ بڑی شدید ضرب تھی۔ عمران نے سر جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر دوسری اور پھر تیسری ضرب کے بعد اس کے ذہن میں تاریکیاں چھاتی چلی گئی۔ آخری آواز جو اس کے کانوں سے ٹکرائی وہ کیلنڈر کلر کی تھی۔ جو اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ اسے ختم مت کرو۔ ڈاکٹر راشیل کا پتہ اسی سے لگے گا اور اس کے بعد عمران کا ذہن مکمل طور پر تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

شہر کے شمالی حصے میں واقع مضافاتی کالونی کی ایک کوٹھی سے تھوڑے ہی فاصلے پر کار رک گئی۔ کار کا دروازہ کھلا اور پھر نمبرون باہر نکل آیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ کوٹھی سے چند قدم ہی دور تھا کہ دیوار کی آڑ سے ایک نوجوان باہر نکل آیا۔

"باس وہ لوگ کوٹھی کے اندر ہیں"۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں مکمل یقین ہے"۔ نمبرون نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میرا سیکشن کوٹھی کی مکمل نگرانی کر رہا ہے"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"اوکے تم اپنی نگرانی جاری رکھو۔ اب میں ہنٹنگ سیکشن کو سامنے لاتا ہوں"۔ نمبرون نے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چپٹا سا باکس نکالا اور اس کے کونے کو انگوٹھے سے دباتے

ہوئے کہنے لگا۔

"ہیلو ہیلو ہنٹنگ سیکشن نمبرون بول رہا ہوں۔ اوور"۔ نمبرون کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"یس باس ہنٹنگ سیکشن سپیکنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کم آن دی آپریشن۔ کوٹھی پر حملہ کر دو۔ ڈاکٹر راشیل کے علاوہ جتنے افراد بھی ملیں اگر زندہ قابو میں نہ آسکیں تو انہیں ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ میں گیٹ کے سامنے موجود رہوں گا۔ اوور"۔ نمبرون نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوکے سر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے پرجوش لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ نمبرون نے کہا اور کونے کو انگوٹھے سے دوبارہ دبا کر ٹرانسمیٹر واپس جیب میں رکھ لیا۔ پھر وہ تیزی سے مڑا اور سڑک کراس کر کے کوٹھی کے گیٹ کے سامنے ایک درخت کی آڑ میں رک گیا۔ کال ختم ہونے کے تقریباً دس منٹ بعد ہنٹنگ سیکشن کی چار کاریں انتہائی تیز رفتاری سے چاروں طرف سے برآمد ہوئیں اور کوٹھی کے گرد رک گئیں۔ ان میں سے سیاہ رنگ کے چست لباس میں ملبوس نوجوان باہر لپکے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور پھر وہ کوٹھی کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ کوٹھی کی دیوار خاصی بلند تھی مگر وہ نوجوان شاید مکمل طور پر تربیت یافتہ تھے کیونکہ وہ پرندوں کی

طرح اڑتے ہوئے دیواریں پار کر گئے اور پھر کوٹھی مشین گنوں کی ریٹ ریٹ سے گونج اٹھی۔ بھاگتے ہوئے قدموں اور ریٹ ریٹ کی آوازوں نے پوری کالونی کے ماحول کو چونکا دیا۔ چنانچہ قریبی کوٹھیوں کی کھڑکیاں تیزی سے کھلنے لگیں مگر کوٹھی کے گرد کھڑی ہوئی کاروں پر موجود بوشارو کا مخصوص نشان دیکھتے ہی ان سب نے اپنی کھڑکیاں بند کر لیں۔ بوشارو کے کام میں کوئی شخص مداخلت کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

نمبرون درخت کی آڑ میں کھڑا سکون سے ہنٹنگ سیکشن کے کام کے انجام کا انتظار کرتا رہا۔ چند لمحوں تک گولیاں چلنے کے بعد کوٹھی کے اندر خاموشی چھا گئی اور کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور سیکشن کے دو آدمی باہر نکلے آئے۔ ان کے چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ نمبرون درخت کی آڑ سے باہر نکل آیا۔

"کیا بات ہے"۔ نمبرون نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس کوٹھی بالکل خالی ہے وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے"۔ آنے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کوٹھی سے کوئی آدمی باہر نہیں آیا پھر وہ خالی کیسے ہو گئی"۔ نمبرون کے لہجے میں تعجب تھا۔

"آپ خود چیک کر لیں باس"۔ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر نمبرون ان کے ساتھ کوٹھی میں داخل ہوا۔ واقعی تمام کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی اور تھوڑی دیر بعد انہیں اس کی وجہ بھی معلوم ہو

گئی۔ سیکشن کے آدمیوں نے وہ خفیہ سرنگ ڈھونڈھ نکالی تھی جو کوٹھی سے دو سو گز دور کھیتوں کے درمیان نکلتی تھی۔

"اوہ تو وہ ڈاکٹر راشیل سمیت نکل گئے"۔ نمبرون نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ منہ لٹکائے کوٹھی سے باہر آ گیا۔ اسی لمحے سیاہ رنگ کی ایک کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اس کے قریب پہنچی اور بریکوں کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ کار میں سے ایک نوجوان پھرتی سے باہر نکلا اور اس نے کار فون کا رسیور نمبرون کی طرف بڑھاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سر آپ کی کال"۔

نمبرون نے چونک کر رسیور اس کے ہاتھ سے تھام لیا۔

"ہیلو نمبرون سپیکنگ"۔ نمبرون نے کہا۔

"ڈیلینگر سپیکنگ۔ میں نے ان ایشیائی مجرموں کا پتہ چلا لیا ہے وہ ریڈگر اینڈ کمپنی کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر گئے ہیں۔ سینڈ سپاٹ کالونی سے ان کے میک اپ میں جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں وہ معمولی اچکے ہیں جنہیں کرائے پر حاصل کیا گیا تھا"۔ ڈیلینگر نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"تو ڈاکٹر راشیل وہاں موجود نہیں ہے"۔ نمبرون نے چونک کر کہا۔

"نہیں جناب صرف ایشیائی وہاں پہنچے ہیں۔ انہوں نے میک اپ تبدیل کیا اور پھر ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر چلے گئے"۔ ڈیلینگر نے جواب

دیا۔

"یہاں کار والا ڈاکٹر راشیل بھی غائب ہو گیا ہے۔ وہ ایک خفیہ سرنگ کے ذریعے نکل کر بھاگا ہے"۔ نمبرون نے کہا۔

"میرا خیال ہے جاسوس کتوں کو ڈاج دیا گیا ہے۔ اصل ڈاکٹر راشیل وہی کار والا تھا اور یہ ایشیائی اس کے تعاقب میں گئے ہیں"۔ ڈیلینگر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے مگر لیبارٹی سے تو ایشیائیوں نے ڈاکٹر راشیل کو باہر نکالا تھا۔ پھر وہ کار والوں کے ہتھے کیسے چڑھ گئے"۔ نمبرون نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے دراصل یہاں دو پارٹیاں سرگرم عمل ہیں۔ ایک ان ایشیائیوں کی اور دوسری شاید کیلنڈر رکر کی"۔ ڈیلینگر نے جواب دیا۔

"اوہ مگر کیلنڈر رکر کا تو لیبارٹری میں ہی خاتمہ کر دیا گیا تھا"۔ نمبرون نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اصل کیلنڈر رکر نہ ہوں اس کے کوئی ایجنٹ وغیرہ ہوں"۔ ڈیلینگر نے جواب دیا۔

"اوہ واقعی یہ پہلو قابل غور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈاکٹر راشیل شدید خطرے میں ہے۔ تم فوراً میرے پاس پہنچ جاؤ میں ریڈیو فون سے ہیلی کاپٹر کا پتہ چلاتا ہوں"۔ نمبرون نے کہا اور پھر رسیور ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے بعد ہنٹنگ سیکشن کے انچارج سے

مخاطب ہوا۔

"تم لوگ ہمارے پیچھے آؤ گے"۔ اور نوجوان نے مؤدبانہ طور پر سر ہلا دیا۔ نمبرون تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ کار تک پہنچا بھی نہ تھا کہ ایک اور کار اس کے قریب آ کر رکی اور ڈیلینگر اس میں سے باہر آ گیا۔

"آؤ بیٹھو"۔ نمبرون نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور ڈیلینگر گھوم کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ نمبرون نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر ڈیش بورڈ کا ایک خفیہ خانہ کھول کر اس کا کونا ہاتھ سے دبایا۔ دوسرے لمحے ایک چھوٹا سا ریڈیو نما ٹرانسمیٹر باہر آ گیا۔ نمبرون نے پھرتی سے ایک ناب گھما کر ایک فریکونسی سیٹ کی اور ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو بوشار وایئر کنٹرول۔ اوور"۔

"نمبرون سپیکنگ۔ ریڈگر اینڈ کمپنی کا ایک ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز کر رہا ہے۔ اس کا ایئر آپریشن نمبر بتاؤ۔ اوور"۔ نمبرون نے کہا۔

"ریڈگر اینڈ کمپنی کا ہیلی کاپٹر زیرو سکس پر اڑ رہا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا اس کمپنی کا صرف ایک ہی ہیلی کاپٹر ہے۔ اوور"۔ نمبرون نے پوچھا۔

"یس سر اس کمپنی کے پاس ہیلی کاپٹر ایک ہے۔ باقی دوا چھڑکنے والے دس چھوٹے جہاز ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے بتایا گیا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ نمبرون نے کہا اور بٹن دبا دیا۔ پھر اس نے دوبارہ ناب گھما کر ہیلی کاپٹر کی آپریشن فریکونسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد ڈائل پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ چمکنے لگا جو تیزی سے مشرقی حصے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"اوہ ہیلی کاپٹر یہاں سے بیس میل دور اڑ رہا ہے"۔ نمبرون نے نقطے کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں بعد اس کی کار آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے پیچھے چار کاریں بھی دوڑی چلی آ رہی تھیں۔ نمبرون نے ہاتھ بڑھا کر مخصوص سائرن آن کر دیا۔ وہ جلد از جلد ہیلی کاپٹر تک پہنچنا چاہتا تھا اور سائرن کی وجہ سے اب ٹریفک کی رکاوٹ کا خطرہ باقی نہیں رہا تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد آخر کار انہیں وہ ہیلی کاپٹر نظر آ گیا اور نمبرون نے سائرن بند کر کے رفتار آہستہ کر دی۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کیا یہی ہیلی کاپٹر والے ڈاکٹر راشیل کا نیا پتہ جانتے ہوں گے"۔ نمبرون نے ڈیلینگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آثار تو یہی معلوم ہوتے ہیں"۔ ڈیلینگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے دیکھا جائے گا"۔ نمبرون نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں ڈائل پر چمکتے ہوئے نقطے پر جم گئیں جو تیزی سے مشرق کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر انتہائی تیزی سے فضا میں پرواز کرتا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اچانک رافیل چونک پڑا۔ ڈائل پر موجود سرخ رنگ کا نقطہ حرکت کرنے لگ گیا تھا۔

"ارے عمران صاحب کو یہاں سے کہیں اور لے جایا جا رہا ہے"۔ رافیل نے کہا اور صفدر بھی چونک پڑا۔

"ہاں۔ نجانے کیا چکر چل گیا ہے"۔ صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

رافیل نے ہیلی کاپٹر کی رفتار تیز کر دی۔ اب وہ نقطے کی سمت دیکھ کر اپنے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے سڑک پر دوڑتی ہوئی ایک سرخ رنگ کی کار چیک کر لی۔ اس کار میں عمران موجود تھا کیونکہ اس کار کے رخ بدلتے ہی نقطے کی سمت بھی بدل جاتی۔ اس کے پیچھے تین کاریں اور بھی تھیں۔ وہ سب خاصی

تیز رفتاری سے دوڑی چلی آ رہی تھیں۔ سرخ رنگ کی کار کا رخ مشرقی سمت ویران پہاڑیوں کی طرف تھا۔ رافیل جانتا تھا کہ ان پہاڑیوں کے اندر ایک ویران قلعہ موجود ہے۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ وہ سرخ رنگ کی کار سے پہلے ہی وہاں پہنچ جائے مگر پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا کیونکہ ہو سکتا ہے عمران کو لے جانے والوں کی منزل کوئی اور ہو۔

"صفدر ہیلی کاپٹر کا بھی تعاقب ہو رہا ہے"۔ اچانک کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"ہیلی کاپٹر کا تعاقب"۔ رافیل اور صفدر دونوں یہ بات سن کر چونک پڑے اور انہوں نے فضا میں ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔

"ارے فضائی تعاقب نہیں بلکہ پانچ کاروں کا ایک گروپ ہیلی کاپٹر کا تعاقب کر رہا ہے۔ وہ ہیلی کاپٹر کے ساتھ ساتھ مڑ رہے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کافی پیچھے سڑک پر دوڑنے والی کاروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم کب سے انہیں چیک کر رہے ہو"۔ صفدر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"پچھلے پانچ منٹ سے"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

رافیل نے دوربین آنکھوں سے لگائی اور پھر اس کا فوکس سیٹ کرنا شروع کر دیا۔ اب اس کی نظریں ان کاروں پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اس کی پیشانی پر الجھن کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

"یہ تو بوشارو کی کاریں ہیں اور وہ ہنٹنگ گروپ کی"۔ رافیل نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے یہ ہمارے تعاقب سے کیلنڈر کلر کا تعاقب کر رہے ہیں"۔ صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی وجہ سے عمران صاحب کا منصوبہ فیل ہو جائے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہمیں ان کو اپنے تعاقب سے جھٹکنا پڑے گا"۔ رافیل نے کہا۔

"میرے خیال میں ایسا ناممکن ہے۔ یہ بھی اسی انداز میں تعاقب کر رہے ہیں جس انداز سے ہم کیلنڈر کلر کا تعاقب کر رہے ہیں"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"ہاں معلوم ایسے ہی ہوتا ہے"۔ رافیل نے کہا اور پھر اس نے اچانک ہیلی کاپٹر کا رخ بدل دیا۔

"ارے کیا ہوا تم واپس جا رہے ہو"۔ صفدر نے چونک کر کہا۔

"ہاں انہیں جھٹکنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کار اور ہیلی کاپٹر کی سپیڈ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے"۔ رافیل نے کہا اور ہیلی کاپٹر کی رفتار بڑھا دی۔ اب وہ واپس جا رہے تھے۔

صفدر اور کیپٹن شکیل نے دیکھا کہ بوشارو کی کاریں ان کے واپس مڑتے ہی رک گئیں اور پھر وہ بھی مڑ گئیں۔ اب ایک بار پھر وہ ہیلی کاپٹر کے پیچھے تھیں۔ رافیل ہیلی کاپٹر کی رفتار بڑھائے چلا گیا۔ پھر جہاں اس سڑک سے ایک بائی روڈ نکلتی تھی اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ

اس بائی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ بوشارو کی کاریں بھی اس بائی روڈ پر مڑ گئیں۔

جب کاریں اس بائی روڈ پر کافی فاصلے پر پہنچ گئیں تو رافیل نے ایک بار ہیلی کاپٹر کا رخ بدل دیا اور پھر شارٹ کراس کرتے ہوئے وہ پہاڑیوں کے اوپر سے ہوتا ہوا دوبارہ انہیں ویران پہاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر جانتا تھا کہ اب بوشارو کی کاروں کو دوبارہ ان تک پہنچنے کے لئے ایک طویل چکر کاٹنا پڑے گا۔ اب ڈائل پر چلنے والا نقطہ رک چکا تھا۔

"وہ اسی ویران قلعے میں گئے ہیں"۔ رافیل نے نقطے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں فوراً قریبی جگہ اتار دو۔ عمران صاحب کسی بھی لمحے خطرے میں بھی گھر سکتے ہیں"۔ صفدر نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کاپٹر جلد ہی ویران پہاڑیوں پر پہنچ کر ایک خالی جگہ اتر گیا اور پھر منصوبے کے مطابق صفدر اور کیپٹن شکیل تیزی سے نیچے اتر گئے۔ ڈاکٹر راشیل ہیلی کاپٹر میں ہی رہ گیا۔ رافیل نے ہیلی کاپٹر دوبارہ فضا میں بلند کر دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل تیزی سے اس ویران قلعے کی طرف دوڑتے چلے گئے جو ایک پہاڑی کے دامن میں مکھی جتنا بڑا نظر آ رہا تھا۔ ان کے انداز میں لاپرواہی تھی حالانکہ نیچے سے انہیں باآسانی دیکھا جا سکتا تھا۔

عمران کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں موجود پایا۔ وہ ایک ستون سے بندھا ہوا تھا اور چار مسلح مشین گن بردار اس کے سامنے مشین گنیں اٹھائے کھڑے ہوئے تھے۔

"ہاں تو مسٹر اب تم بتاؤ کہ ڈاکٹر راشیل کہاں ہے"۔ اس کرخت چہرے والے نے کہا جس نے اپنا نام کیلنڈر رکر بتایا تھا۔

"تم نے اپنا نام کیلنڈر رکر بتایا تھا ناں"۔ عمران نے اس طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہاں میں کیلنڈر رکر ہوں"۔ کیلنڈر رکر نے جواب دیا۔

"تم کیسے کیلنڈر رکر ہو کہ کیلنڈر کے ایک مہینے کو نہیں ڈھونڈھ سکتے جبکہ مجھے دیکھو میں نے اسے بڑی آسانی سے ڈھونڈھ لیا"۔ عمران نے کہا۔

"مگر تمہیں اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ تم ایشیائی ہو وہ جرمن

تزاد ہے"۔ کیلنڈر کلر نے اس بار الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور عمران سمجھ گیا کہ وہ اس کا میک اپ صاف کر چکے ہیں۔

"میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ میں کیلنڈر میکر ہوں"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کا جواب دیتا۔ باہر سے قدموں کی آوازیں ابھریں اور چار مشین گن بردار دو آدمیوں کو حراست میں لئے اندر داخل ہوئے۔

"باس یہ اس کے ساتھی معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ایک ہیلی کاپٹر سے اترے ہیں۔ ہیلی کاپٹر واپس چلا گیا ہے"۔ ایک مشین گن بردار نے کیلنڈر کلر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ تو یہ یہاں بھی پہنچ گئے۔ انہیں بھی ستونوں سے باندھ دو"۔ کیلنڈر کلر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس کے حکم پر صفدر اور کیپٹن شکیل کو بھی ستونوں سے باندھ دیا گیا۔ وہ بے خبری میں مارے گئے تھے۔ مشین گن برداروں نے انہیں اچانک ہی چھاپ لیا تھا۔

"باس انہیں زندہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ انہیں گولی کیوں نہ مار دی جائے"۔ کیلنڈر کلر کے ایک ساتھی نے باس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جب تک ڈاکٹر راشیل کا پتہ نہ چل جائے ہمیں انہیں زندہ رکھنا ہوگا"۔ کیلنڈر کلر نے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات تھے۔ وہ چند لمحے دانتوں سے ہونٹ کاٹتا رہا پھر عمران سے

مخاطب ہوا۔

"دیکھو ایشیائی ہمیں تم لوگوں سے کوئی پرخاش نہیں ہے۔ ہمیں صرف ڈاکٹر راشیل چاہئے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اس کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں آزاد کر دیں گے ورنہ دوسری صورت میں تم اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ ڈاکٹر راشیل کو تو بہرحال ہم ڈھونڈھ ہی نکالیں گے"۔ کیلنڈر کلر کا لہجہ اس بار قدرے نرم تھا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مگر میں اصل کیلنڈر کلر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر راشیل کا پتہ صرف اسے ہی بتاؤں گا"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اصل کیلنڈر کلر کیا مطلب۔ کیلنڈر کلر تو میں ہوں"۔ کیلنڈر کلر نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات کچھ اور بڑھ گئے تھے۔

"تم اپنے ساتھیوں کو تو چکر دے سکتے ہو مگر مجھے نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم اصل کیلنڈر کلر نہیں ہو۔ اصل کیلنڈر کلر کو سامنے لے آؤ اس کے بعد مجھے ڈاکٹر راشیل کا پتہ بتانے میں کوئی عار نہیں ہوگا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"خواہ مخواہ بات بڑھانے کی کوشش مت کرو۔ سیدھی طرح ڈاکٹر راشیل کا پتہ بتا دو جسے تم لیبارٹری سے اڑا لائے ہو"۔ کیلنڈر کلر نے اس بار غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"باس میرا خیال ہے وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس کے ساتھیوں کو یہاں چھوڑ جانے والا ہیلی کاپٹر ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر راشیل کو ڈھونڈھنے کے لئے ہم نئے سرے سے منصوبہ بندی کر سکتے ہیں"۔ اچانک کیلنڈر کلر کے ایک ساتھی نے باس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ اب ہمیں مزید رسک نہیں لینا چاہئے"۔ کیلنڈر کلر نے اچانک فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کا یہ فقرہ سنتے ہی سامنے کھڑے ہوئے چار مشین گن بردار یکدم چوکنے ہو گئے۔ ان کی انگلیاں ٹریگروں پر پہنچ گئیں۔ وہ کسی بھی لمحے گولیاں چلانے کے لئے بالکل تیار ہو چکے تھے۔

کیلنڈر کلر یکدم پیچھے ہٹنے لگا۔ وہ شاید مشین گن برداروں کے لئے جگہ خالی کرنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

"ٹھیک ہے انہیں گولیوں سے چھلنی کر دو"۔ اچانک کیلنڈر کلر نے مشین گن برداروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

عمران اب بھی بڑے اطمینان سے ستون سے بندھا کھڑا تھا۔ اس کے لبوں پر وہی ازلی مسکراہٹ طاری تھی۔ پھر مشین گن برداروں کی انگلیاں ٹریگروں پر سخت ہوتی چلی گئی اور دوسرے لمحے وہ ہال نما کمرہ فائرنگ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا۔ فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ تیز

انسانی چیخیں بھی شامل تھیں۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو گولی مار دی جائے گی"۔ اچانک ایک کرخت آواز ہال میں گونجی اور دوسرے لمحے سات آٹھ سیاہ لباس میں ملبوس سائے ہال کے ٹوٹے ہوئے روشندان سے نیچے کود پڑے۔ ان سب کے چہروں پر نقاب چڑھے ہوئے تھے۔

کیلنڈر کلر اور اس کے تین ساتھی حیرت سے بت بنے کھڑے تھے۔ عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل اسی طرح ستونوں سے بندھے کھڑے تھے جبکہ کیلنڈر کلر کے چار مشین گن بردار فرش پر مردہ پڑے ہوئے تھے۔

روشندانوں سے کودنے والوں نے بڑی تیزی سے کیلنڈر کلر اور اس کے تینوں ساتھیوں کو کور کر لیا اور پھر ایک نقاب پوش عمران کی طرف بڑھا۔

"عمران صاحب ہمیں کچھ دیر ہو گئی۔ دراصل بوشارو کے ہنٹنگ سیکشن کو جھٹکنے میں دیر ہو گئی"۔ نقاب پوش نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی بات نہیں میں نے تمہیں آخری لمحوں میں چیک کر لیا تھا ورنہ ظاہر ہے میں یوں اطمینان سے نہ کھڑا رہتا۔ بہرحال تم ابھی ہمیں مت کھولو۔ مجھے اصل کیلنڈر کلر کا انتظار ہے"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اصل کیلنڈر کلر۔ تو کیا ان میں وہ شامل نہیں ہے"۔ ایک

نقاب پوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں تم ایسا کرو فوراً کیلنڈر کلر اور اس کے ساتھیوں کا میک اپ کر کے ان کی جگہ لے لو اور اصل ڈاکٹر راشیل کو بھی لا کر یہاں کسی ستون سے باندھ دو۔ جلدی کر دو یہ سب کام اصل کیلنڈر کلر کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہو جانا چاہئے"۔ عمران نے کہا اور نقاب پوش تیزی سے واپس پلٹ گئے۔ پھر اس کے اشارے پر اس کے ساتھی کیلنڈر کلر اور اس کے ساتھیوں کو دھکیلتے ہوئے ہال سے باہر لے گئے۔ کچھ دوسرے ساتھیوں نے وہ لاشیں اٹھا دیں۔

"عمران صاحب آخر یہ سب کیا چکر ہے"۔ ان کے باہر جاتے ہی صفدر سے نہ رہا گیا تو بول پڑا۔

"دیکھتے جاؤ۔ یار بڑی مدت سے سٹیج ڈرامہ نہیں دیکھا اس لئے میں نے سوچا کہ ایک سٹیج ڈرامہ کر ہی لینا چاہئے"۔ عمران نے جواب دیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد سات آدمی اندر داخل ہوئے وہ کیلنڈر کلر اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں تھے۔ ان میں سے چار نے مشین گنیں اٹھائی ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ اصل حلیے میں ڈاکٹر راشیل بھی موجود تھا۔ پھر ڈاکٹر راشیل کو بھی ایک ستون سے باندھ دیا گیا اور چاروں مشین گن بردار ٹھیک اسی جگہ کھڑے ہو گئے جہاں مرنے والے مشین گن بردار کھڑے تھے اور ان کے سامنے کیلنڈر کلر اپنے تین ساتھیوں سمیت کھڑا تھا۔

"آپ کو یقین ہے عمران صاحب کہ اصل کیلنڈر کلر یہاں پہنچے

گا"۔ کیلنڈر کلر کے روپ میں موجود آدمی نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں اسے لازماً پہنچنا چاہئے"۔ عمران نے مختصر سا جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی۔ باہر گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر یکدم آٹھ افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے جھپٹ کر اندر داخل ہو گئے۔ نمبرون اور ڈیلینگر ان کی رہنمائی کر رہے تھے۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو گولی ماردی جائے گی"۔ نمبرون نے چیخ کر کہا۔

"ہتھیار پھینک دو"۔ اور کیلنڈر کلر کے ساتھیوں نے مشین گنیں نیچے پھینک دیں جسے نمبرون کے ساتھیوں نے اٹھالیا۔

"ہوں تو یہ ایشیائی اور اصل ڈاکٹر راشیل بھی موجود ہے۔ ہم بروقت یہاں پہنچے ہیں"۔ ڈیلینگر نے ہال کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے ہم بروقت پہنچ گئے ہیں۔ کیلنڈر کلر کو ڈاکٹر راشیل کے خاتمے کا موقعہ نہیں ملا"۔ نمبرون نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"پہلے موقع نہیں ملا تھا تو اب مل جائے گا"۔ ڈیلینگر نے بڑے زہریلے لہجے میں کہا اور پھر اچانک اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی مشین گن نمبرون کی پشت سے لگا دی۔

"خبردار نمبرون ہتھیار گرا دو اور دیکھو تمہارے ساتھیوں نے کوئی غلط حرکت کی تو میں تمہیں گولی مار دوں گا"۔ ڈیلینگر کا لہجہ یکدم بدل گیا۔

"کک۔ کک کیا مطلب ڈیلینگر تم"۔ نمبرون نے بری طرح

بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"ہتھیار گرا دو"۔ ڈیلینگر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور نمبرون نے مشین گن پھینک دی۔

"تم بھی اپنے ہتھیار گرا دو ورنہ میں نمبرون کو گولی مار دوں گا"۔ ڈیلینگر نے ہنٹنگ سیکشن کے افراد سے کہا اور پھر انہوں نے بھی نمبرون کے اشارے پر ہتھیار گرا دیئے۔

"نمبر ٹو یہ ہتھیار اٹھاؤ اور ان ایشیائیوں سمیت ڈاکٹر راشیل کو بھون ڈالو۔ جلدی کرو"۔ ڈیلینگر نے کیلنڈر کلر اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا اچانک عمران کے دونوں بازو سیدھے ہوئے اور اس نے زور سے تالی بجاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب کھیل ختم ہو گیا"۔ اور پھر اس کے تالی بجاتے ہی کیلنڈر کلر اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے ڈیلینگر کے ہاتھوں سے مشین گن نکلتی چلی گئی۔ چار ریوالور اس کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔

نمبرون، ہنٹنگ سیکشن کے افراد اور ڈیلینگر حیرت سے منہ پھاڑے کھڑے تھے۔

"کھیل ختم ہو گیا مسٹر ڈیلینگر عرف کیلنڈر کلر"۔ عمران نے اپنے پاؤں کو رسیوں سے آزاد کراتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کک، کیا مطلب کیلنڈر کلر"۔ نمبرون نے حیرت سے اچھلتے

ہوئے کہا۔

"ہاں نمبرون یہ اصل کیلنڈر کلر ہے۔ باقی تو صرف اس کے ساتھی تھے"۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

دوسرے لمحے ایک چھوٹا سا ریوالور اس کے ہاتھ میں چمک رہا تھا پھر اس سے پہلے کہ کوئی اسے روکتا عمران نے ٹریگر دبا دیا اور گولی ٹھیک ڈیلینگر کے دل پر پڑی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

"یہ کیا کیا عمران صاحب"۔ کیلنڈر کلر کے روپ میں موجود نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ مشن کی تکمیل تھی مسٹر رافیل"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رافیل"۔ نمبرون ایک بار پھر بوکھلا گیا۔

"جی ہاں نمبرون میں سیکرٹ سروس کا سربراہ رافیل ہوں"۔ کیلنڈر کلر کے روپ میں رافیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تعارف بعد میں کرتے رہنا پہلے میرے ساتھیوں کو تو کھولو بے چارے ڈرامہ دیکھنے کے شوق میں بندھے کھڑے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر رافیل کے کہنے پر اس کے ساتھی صفدر، کیپٹن شکیل اور ڈاکٹر راشیل کو کھولنے کے لئے بڑھ گئے۔

"عمران صاحب آپ کو کیسے علم ہو گیا کہ ڈیلینگر اصل کیلنڈر کر ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"مجھے علم نہیں ہوا۔ اس نے خود ہی اپنے آپ کو ظاہر کر دیا"۔ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور رافیل اندر داخل ہو گیا۔

"مان گئے عمران صاحب آپ واقعی صحیح نتیجے پر پہنچے تھے۔ کیلنڈر کر نے دراصل دوہرا چکر چلایا تھا"۔ رافیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سیکرٹ سروس کے کیسے سربراہ ہو کہ اتنی جلدی مان گئے۔ ورنہ ہمارا باس تو اپنے سوا کسی کو مانتا ہی نہیں"۔ عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"رافیل صاحب کچھ آپ ہی تفصیل بتائیں ہمیں تو اس چکر کا علم ہی نہیں ہوا۔ ہم تو آخر تک آپ کو اپنا ہی ساتھی سمجھتے رہے"۔ صفدر

نے کہا۔

"عمران آکسفورڈ میں میرا کلاس فیلو رہا ہے۔ گو ہماری حکومتوں کے سفارتی تعلقات نہیں ہیں اس لئے عمران سرکاری طور پر ہم سے کوئی مدد نہیں لے سکتا تھا مگر میری موجودگی میں سفارتی تعلقات کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ عمران کو شک تھا کہ کیلنڈر کر آسانی سے قابو میں نہیں آئے گا چنانچہ ہم نے ایک ڈرامہ کھیلا اور اس طرح اصل کیلنڈر کر سامنے آ گیا ورنہ ہم اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کے بعد مطمئن ہو جاتے اور ڈیلینگر کے روپ میں کیلنڈر کر نہ صرف آسانی سے اپنے ساتھیوں کو چھڑا لیتا بلکہ لیبارٹری میں ڈاکٹر راشیل کو بھی قتل کر دیتا"۔ رافیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے دراصل اس بات کا شک اس وقت ہوا جب میں نمبرون کے روپ میں لیبارٹری میں موجود تھا۔ ڈیلینگر نے جب مجھے جعلی ڈاکٹر راشیل کے اغوا ہونے کی اطلاع دی تو اس کے لہجے میں وہ تعجب اور حیرت نہیں تھی جو فطری طور پر ہونی چاہئے تھی۔ دراصل کیلنڈر کر نے ڈبل کھیل کھیلا تھا اس نے ڈیلینگر کے روپ میں بوشارو میں جگہ سنبھال لی اور اپنے آدمی لیبارٹری میں ڈاکٹر راشیل کو قتل کرنے کے لئے بھیج دیئے کہ اگر وہ آدمی ناکام ہو جائیں تو بعد میں وہ اطمینان سے ڈاکٹر راشیل کو ختم کر دے۔ نمبرون نے اس کے آدمیوں کو ختم کر دیا مگر یہاں ساتھ ہی ہم ٹپک پڑے چنانچہ ہم ڈاکٹر راشیل کو وہاں سے نکال لائے۔ پھر میں ڈاکٹر راشیل کے میک اپ میں آ گیا اور اس طرح

مجھے اغوا کر لیا گیا۔ وہ تسلی کرنا چاہتے تھے کہ میں ہی اصل ڈاکٹر راشیل ہوں یا نہیں۔ رافیل نے سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو الرٹ کر دیا چنانچہ ہیلی کاپٹر کی مدد سے وہ لوگ ان پہاڑیوں میں پہنچ گئے اور کیلنڈر لکر کے ساتھیوں کو کور کر لیا گیا۔ راستے میں جبکہ ان کی نظروں میں، میں بے ہوش تھا مجھے ہوش آگیا۔ وہاں مجھے پتہ چل گیا کہ اصل کیلنڈر لکر ہوشارو کے آدمیوں سمیت ہمارے پیچھے آرہا ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس کے آدمی مجھ سے اصل ڈاکٹر راشیل کا پتہ معلوم کر لیں تب وہ وہاں پہنچے۔ چنانچہ وہ نمبرون کے ہمراہ وہاں پہنچا۔ نمبرون کو اس لئے استعمال کیا گیا کہ وہی ایئر آپریشن سے ہیلی کاپٹر کی لوکیشن معلوم کر سکتا تھا۔ اصل میں اسے علم نہ ہو سکا کہ سیکرٹ سروس میدان میں آچکی ہے اور پھر جب اس نے وہاں اصل ڈاکٹر راشیل کو دیکھا تو اس نے اپنی اصلیت کھول دی اور میں نے اسے اس لئے ختم کر دیا کہ وہ بعد میں فرار بھی ہو سکتا تھا اور اس طرح ڈاکٹر اعظم کو خطرہ بدستور رہتا"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر ہمیں کیوں ساتھ ساتھ دوڑایا گیا"۔ کیپٹن شکیل نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ میں کیلنڈر لکر کی توجہ دوسری طرف نہیں بھٹکانا چاہتا تھا"۔ عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"مجھے نمبرون کی حالت پر ہنسی آرہی ہے۔ تم نے اس کا حال نہیں دیکھا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ کیلنڈر لکر کو اپنے ہمراہ لئے پھر رہا

ہے"۔ رافیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسے شکر کرنا چاہئے کہ کیلنڈر لکر کی نظر ڈیلنگر پر پڑی اور اس نے اسے ختم کر کے اس کی جگہ سنبھال لی۔ اگر ڈیلنگر کی بجائے اس نے نمبرون کا انتخاب کر لیا ہوتا تو نمبرون اس وقت منکر نکیر سے حساب کتاب کرتا پھر رہا ہوتا"۔ عمران نے جواب دیا اور رافیل کے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

پاور اسکواڈ

مکمل ناول

مصنف مظہر کلیم ایم اے

اسرائیل کی نئی تنظیم پاور اسکواڈ جسے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے پر لایا گیا۔

ایرو میزائل لیبارٹری جس کی تباہی کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب اسرائیل میں داخل ہوئے تو ان پر چاروں طرف سے یقینی موت نے یلغار کر دی۔

ایرو میزائل لیبارٹری جسے اسرائیل نے سابقہ تجربات کی بنا پر حقیقتاً ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔ کیا وہ واقعی ناقابل تسخیر ثابت ہوئی۔ یا؟

پاور اسکواڈ جس نے انتہائی آسانی سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ صرف گھیرے میں لے لیا بلکہ انہیں یقینی موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا۔ کیا واقعی ایسا ہی ہوا؟

سرزمین اسرائیل پر موت اور خون میں ڈوبا ہوا ایک ایسا ایڈونچر۔ جس کا ہر لمحہ سرفروشی' بے مثال جدوجہد' ناقابل یقین ذہانت اور لازوال کارکردگی کا لمحہ ثابت ہوا



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان